امریکہ کے کامیاب لوگ

امریکہ کے کامیاب لوگ

ان نامور شخصوں کی زندگی کے شاندار حالات

جو اپنی ذاتی کوشش سے ترقی کے اوج کمال پر پہنچے

باتصویر

بار سوم سنہ ۱۹۲۵ء

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے خادم التعلیم برقی پریس میں باہتمام

میاں عبدالمجید پرنٹر چھپا

امریکہ کے کامیاب لوگ

اور وہ کس طرح کامیاب ہوئے؟

جو لوگ ذاتی کوشش سے ترقی کے اوج کمال پر پہنچے ہیں

وہ پریزیڈنٹ امریکن جنکے سروں کو سے تمول اور ناموری کے تاج نے زینت پائی ہے

اہل امریکہ کے استقلال اور جوانمردی کی تمثیلات

امریکہ کی گذشتہ یا موجودہ نسل کے بہت کم ناموراشخاص متمول الدین کے بیٹے تھے بڑے بڑے تجارتی شہروں سے لیکر ادنی درجے کے دیہات، اور غربا کی جھونپڑیوں تک کی تاریخ دیکھ جاؤ۔ دس ناموروں میں سے نو ایسے پائے جائینگے جنھوں نے نہایت ادنی درجے سے ترقی کی ہے۔ امریکہ فی الواقع ایک ایسی قوم کا مسکن ہے جو ذاتی سعی و کوشش سے معراج ترقی پر پہنچی ہے۔ انھیں باشندوں کی بدولت امریکہ آج روئے زمین پر علوم و فنون کا سرچشمہ اور تہذیب و شائستگی کا مخزن تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں امراء کا کوئی قدیمی خاندان نہیں ہاں بجائے اس کے ہمت و استقلال اور اولو العزمی کی راہیں سب پر یکساں کھلی ہوئی ہیں +

ان لوگوں کی تاریخ اور سوانحمریاں جنکے حالات زندگی سے دلوں میں ترقی کا شوق پیدا ہوتا ہے ہمیشہ بنی نوع انسان کے مطالعہ کے لئے ایک دلچسپ اور مفید مضمون تصور کیگئی ہیں مشہور اور نامور اشخاص کے واقعات حیات کو پڑھکر جہاں بے اختیار انکی ہمت پر تحسین و آفرین کا کلمہ منھ سے نکل جاتا ہے وہاں

وہ بجائے خود آیندہ نسلوں کیلئے میدانِ ترقی میں ایک قیمتی رہنما اور تجربہ کار بدرقہ سے کچھ کم کار آمد ثابت نہیں ہوتے۔ یہ تذکرے اُن ناتجربہ کار نوجوانوں کے واسطے جنھوں نے ہنوز زندگی کے وادیٔ پُرخار میں قدم نہیں رکھا بمنزلہ چراغِ راہ کے ہیں۔ ان لوگوں کی سوانح عمری عجیب قسم کی دلفریبیوں اور دلچسپیوں سے بھری ہوئی ہے' جو نیک شعاری' ثابت قدمی اور مستقل ارادہ کے زور سے تمام رکاوٹوں کو دور کرکے جوانمردی سے کامیابی کے درجۂ اعلیٰ پر فائز ہوئے اور اپنے نام کو شہرتِ عام اور بقائے دوام کے آسمان پر چاند اور سورج کیطرح چمکتا ہوا چھوڑ گئے ÷

ہر ایک ایسی مثال انسان کو اپنا فرض ادا کرنے کی تحریک کرتی ہے اور اس میں سعی و کوشش اور تگ و دو کی نئی روح پھونک دیتی ہے۔ امریکہ جیسے ملک میں جہاں کے باشندوں نے نہایت ادنیٰ درجے سے ترقی کی ہے۔ کوئی معزز سے معزز عہدہ یا کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ منصب کسی خاص طبقے اور فرقے کیلئے محدود نہیں۔ اولوالعزم اور لائق لوگ ہر قسم کی اعزازی بازیوں کو جیت جاتے ہیں۔ ان کامیاب اشخاص کی تاریخ جو اپنی مستقل مزاجی اور روشن خیالی سے مراتبِ عالی پر پہنچے' عام توجہ کو جذب مقناطیسی سے اپنی طرف مائل کرلیتی ہے اور چپکے چپکے ان کے دلوں میں بھی ناموری حاصل کرنے کا ولولہ پیدا کردیتی ہے ÷

مندرجہ ذیل اوراق سراسر نصائح اور قیمتی ہدایات سے مملو ہیں ان سے معلوم ہوگا کہ کسطرح ایک مزدور ترقی کرکے امریکہ کا پریسیڈنٹ بنگیا۔ اور ایسے اشخاص جو جوانی میں کوڑی کوڑی کو محتاج تھے کسطرح شہزادوں کے پایہ کے سوداگر اور وزارت کے درجے پر فائز ہوئے اور وہ تہی دست لڑکے جو بچپن میں بھوکوں مرتے تھے اپنی ایجاد و اختراع کی شہرت سے محسود عالم بنگئے۔ ذاتی کوشش سے ترقی یافتہ اشخاص کی سوانحعمریاں بالفاظ دیگر گویا اس وقت اس برِاعظم کی تاریخ

ہیں، اور آیندہ بھی ایسی ہی متصور ہونگی۔ ذیل میں رانگ فیلو کے چند اشعار کا ترجمہ جو اس مضمون پر اچھی روشنی ڈالتے ہیں، اقتباس کیا جاتا ہے :-

"بڑے بڑے آدمیوں کی سوانح عمریاں ہمیں بتاتی ہیں کہ ہم کسطرح معراج ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔۔ مرنے کے بعد ان کے ذریعے سے اہلِ عالم کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے وقت کی ریت پر ہمارے نقشِ پارہ جاتے ہیں۔ جنکو دیکھکر ہمارے خستہ اور تباہ حال کشتی شکستہ بھائیوں کی ہمت بندھ جاتی ہے۔ پس ہمیں خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو، کام کرنے اور ترقی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کامیاب ہو جانے پر بھی ہماری سعی بدستور جاری رہے، ہمیں محنت اور مشقت کے عادی ہونے کے علاوہ صبر سے اس کے نتیجے کا انتظار کرنے کا سبق سیکھنا چاہیئے" ÷

ابراہام لنکن

مدبّر۔ محبِّ وطن۔ پریسیڈنٹ

ابراہام لنکن ایک کسان کا لڑکا تھا۔ اور ابتدائے عمر میں پچیس سنٹ یومیہ اُجرت پر کام کرتا تھا۔ اس ذلیل حالت سے رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہوا آخرکار وہ ایک نہایت نازک زمانے میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کا پریسیڈنٹ بن گیا۔ یہ نولنس گریک ہارڈن (جو اب لارڈ کے نام سے مشہور ہے) کونٹی (کنٹکی) میں ایک بھدی سی چوبی کوٹھری میں ۱۲ فروری ۱۸۰۹ء کو پیدا ہوا تھا۔ اسکی تاریخ پیدائش نہ صرف موجودہ بلکہ آئندہ نسلوں کے محبانِ ملک کے دلوں میں ہمیشہ یاد رہیگی۔ اسکے آبا و اجداد کا حال بالتفصیل معلوم نہیں۔ اسکے والدین ورجینیا میں پیدا ہوئے تھے۔ ابراہام نے خود اپنے خاندان کو ایک موقعے پر غیر معروف و گمنام ظاہر کیا ہے۔ اسکے دادا ابراہام لنکن نے راکبرج کونٹی سے ۱۷۸۲ء میں ترک وطن کیا۔ مگر جبکہ وہ ایک قطعہ جنگل کو کاٹ کر اسے قابلِ زراعت بنا رہا تھا، غرب الہند کے باشندوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ لنکن کے دادا کے بزرگ عیسائیوں کے فرقہ کوئکر کے پیرو تھے، جو کسی زمانے میں برکس کونٹی (پنسلوینیا) میں رہتے تھے۔ جہاں سے یہ ورجینیا میں آئے۔ لنکن کے والدین کا نام ٹامس اور نینسی ہنکس لنکن تھا۔ اس کا باپ جو چھ سال کی عمر میں یتیم ہو گیا تھا، نوشت و خواند سے بالکل نابلد تھا۔ ہمارے ہیرو ابراہام لنکن کی عمر ابھی نو سال کی بھی نہ ہوئی تھی کہ والدہ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گیا۔ اس سے ایک سال پہلے اس کا باپ اُس مقام پر جا بسا تھا جو اب سپنسر کونٹی کہلاتا ہے۔ انکی جدید جائے سکونت ایک جنگل میں تھی جسکے قریب اب جنٹری ویلی کا گاؤں آباد ہے۔ یہ اُس زمانے میں ایک کہنہ جنگل تھا جسمیں بکثرت ریچھ اور صحرائی درندے رہتے تھے۔ اسکا باپ جاہل مطلق تو تھا ہی، اسکو بچپن میں حقیقی والدہ کے کنارِ عاطفت سے بھی قدرت نے محروم کر دیا تھا۔ پھر انکی جائے سکونت ایک ایسے ہولناک
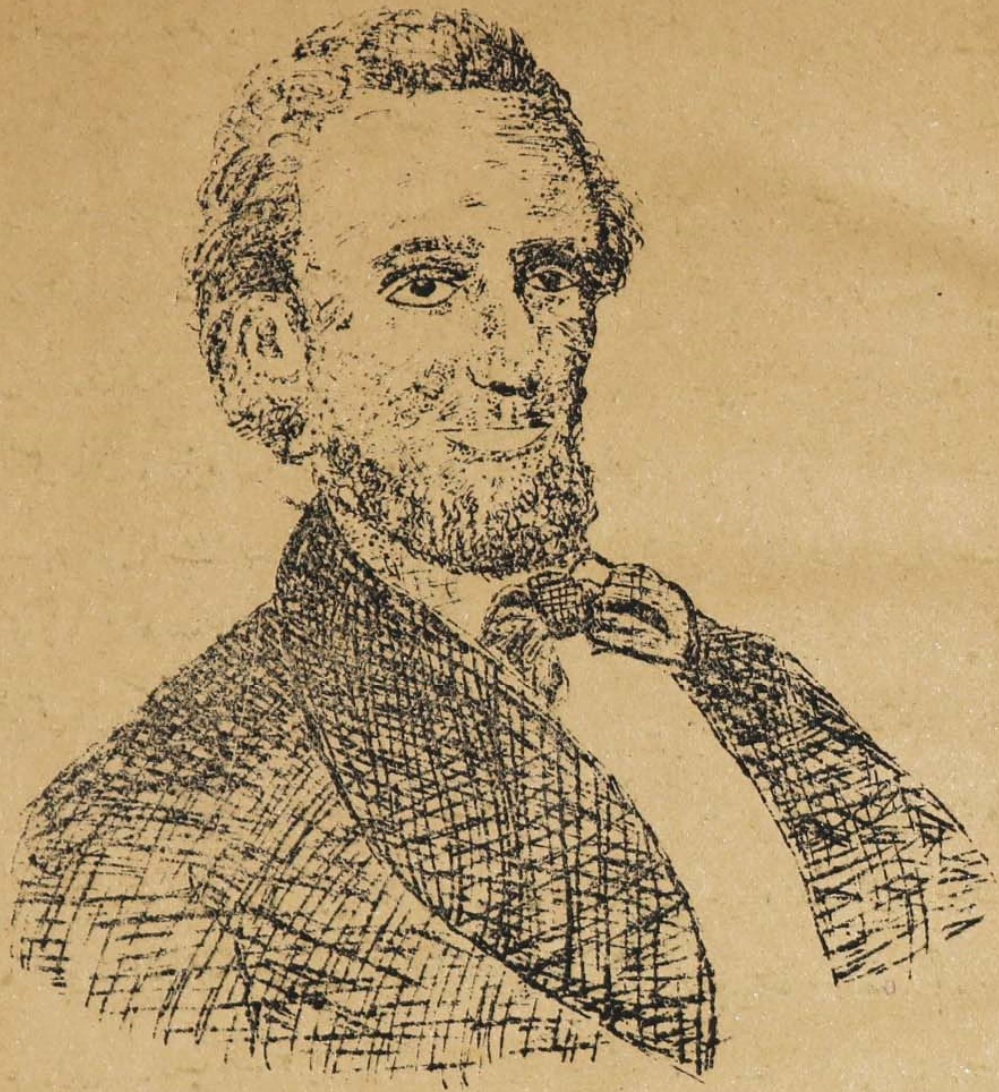
ابراہام لنکن

مقام میں تھی جہاں چاروں طرف وحشی اور مردم خوار درندے گشت لگاتے رہتے تھے۔ ان غیر موزوں حالتوں میں یہ کہنا مشکل تھا کہ خورد سال ابراہام کا آیندہ شغل زندگی و ذریعۂ معاش کیا ہوگا؟ اور کس حیثیت سے میدان زندگی میں قدم رکھیگا؟ لیکن ابراہام کو اپنی سوتیلی ماں مسز میلی بش جانسٹن کا مشکور ہونا چاہیئے جس نے اسکے سود و بہبود کو ایک لحظہ کیلئے بھی نظر انداز نہ کیا۔ مسز موصوفہ کنٹکی میں عرصۂ دراز تک اس کے والد کے ہمسائگی میں رہ چکی تھی۔ سوتیلی ماؤں کے خلاف اسنے بڑی محبت سے ابراہام کے دل میں تحصیل علم کا شوق پیدا کیا۔ آپکی سرپرستی میں ابراہام نے ایک سال تک دیہاتی مدرسے میں تعلیم پائی۔ ساری عمر میں یہی اسکی باقاعدہ تعلیم تھی۔ ابراہام کو کتابوں کے مطالعہ کا نہایت شوق تھا جو کتاب اسے پڑھنے کو ملجاتی اسکے مضامین کو اچھی طرح دل و دماغ پر نقش کرلیتا تھا۔ اس نے انڈیانہ کا قانون خوب جی لگاکر پڑھا اور پلگرمز پروگریس۔ حکایات لقمان۔ رابنسن کروسو کی سوانحعمری اور دیگر ایسی ہی بیش قیمت تصانیف کا زیادہ تر حصہ اس نے حفظ کرلیا۔ ایک تو اُس زمانے کا لٹریچر ہی اعلیٰ درجے کا نہ تھا۔ اور جس جگہ یہ سکونت پذیر تھا وہ تحصیل علم کیلئے کچھ موزوں بھی نہ تھی۔ زیر مطالعہ کتابوں کے جو مضامین اسے دلچسپ اور حیرت انگیز معلوم ہوتے انکو اپنی بیاض میں نقل کرلیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ ابراہام لنکن کی یہ بیاض اب تک موجود ہے۔ ابراہام کا جسم اور اُسکے ہاتھ پاؤں خوب مضبوط اور قوی تھے، اور یہ اپنے ہمعصروں سے بہت زیادہ طاقتور تھا۔ اور سخت محنت طلب کاموں کو انجام دینے پر بھی نہ تھکتا تھا۔ یہ نہ صرف والد کو کاروبار زراعت میں امداد دیا کرتا تھا بلکہ دیگر ہمسایوں کی اعانت کے بعد بھی اسے بہت سے گھنٹے جنٹری گاؤں کے انبار خانوں میں بطور کلرک کام کرنے کیلئے ملجاتے تھے۔ مطالعہ و مشاہدہ کی ترقی کیساتھ ساتھ اسکی قابلیت بھی بڑھتی گئی۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں اطراف و جوانب میں اسکی فصاحت و بلاغت و مذاقیہ طرز کلام اور قابلیت مناظرہ کے جھنڈے گڑ گئے ؛

ابراہام قصہ گوئی میں بھی دخل رکھتا تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اس کا قد چھ فیٹ چار انچ تھا۔ اعضاء خوب چوڑے چکلے اور مضبوط تھے، اور کشتی گیری میں بھی اسے کمال حاصل تھا۔ ۱۸۲۸ء میں ایک کشتی پر جو تجارتی غلہ سے بھری ہوئی تھی بطور ایک ادنیٰ ملازم کے اسنے نیو آرلینس کا سفر کیا۔ واپس آکر اسنے اپنے والد کو اس جنگل سے الینواس میں نقل مکان کرنے میں امداد دی۔ جہاں ایک چوبی گھر بنا کر پندرہ ایکڑ زمین زراعت کیلئے صاف و ہموار کیگئی۔ اس موقع پر ابراہام کا کام یہ تھا کہ وہ لکڑیاں چیر چیر کر احاطے کیلئے مہیا کرے۔ ۱۸۳۱ء میں اس نے کشتی پر دوسری مرتبہ نیو آرلینس کا سفر کیا۔ جہاں اسنے پہلی مرتبہ غلاموں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا اور اُنکو انواع و اقسام کے مظالم کا تختۂ مشق پاکر اسے سخت رنج ہوا۔ ایسا موثر اور دلدوز نظارہ تھا جو پھر اسے مدت العمر فراموش نہیں ہوا۔ دوران سفر میں کشتی ریت میں دھنس گئی۔ جو آخرکار ایک تدبیر سے جو لنکن نے سوچی تھی پھر نکلی۔ بعد میں لنکن نے اس طریقہ کو پیٹنٹ کروالیا۔ اس بحری سفر سے واپس آکر اس نے نیو سلیم میں طرح اقامت ڈالی جہاں یہ بطور کلرک محافظ ذخائر اور پیمائش کنندہ کے کام کرتا رہا۔ پریسیڈنٹ جیکسن نے اسکو گاؤں کا پوسٹماسٹر بھی مقرر کردیا۔ کبھی کبھی یہ کشتی رانی سے بھی ایک آدھ ڈالر کما لیا کرتا تھا۔ انھیں مصروفیتوں کے دوران میں اسنے قانون کا مطالعہ شروع کیا اور چند ماہ کے عرصے میں سٹیٹ کے قوانین نوک زبان کرلئے۔ سن و سال کے بڑھنے کے ساتھ ہی اسکی طلیق اللسانی و فصیح البیانی کی شہرت تمام سٹیٹ (ضلع) میں پھیل گئی۔ قانون کو حافظہ کے حوالے کرنے کے بعد اس کی اولالعزمی نے دلی ارادوں کے پورا کرنے کے لئے میدان تلاش کرنے شروع کئے۔

۱۸۳۲ء میں یہ مجلس واضع آئین و قوانین کی ممبری کا اُمیدوار ہوا۔ اس زمانے میں سنگامون کی قدرتی نہر کی اصلاح کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ ابراہام نے بڑی فصاحت و بلاغت سے اسکی تائید اور حمایت کا بیڑا اٹھایا، اور دو سال کے

بعد مجلس مذکور میں منتخب ہوگیا۔ یہاں اس نے اپنی اعلیٰ خیالی کے ایسے گراں بہا ثبوت دیئے کہ سب اسکی لیاقت کا لوہا مان گئے، اور ہوس میں اسیکا طوطی بولنے لگا۔ سرکاری حسابات اور اخراجات کی جانچ پڑتال کیلئے جو کمیٹی مقرر ہوئی تھی اسکا یہ بھی ایک ممبر تھا اور اس نے اپنے فرض کو اس عمدگی اور خوش اسلوبی سے ادا کیا کہ دوست و دشمن تحسین و آفریں کرتے رہ گئے۔ ۱۸۳۷ء میں اسے وکالت کی سند عطا ہوئی اور سپرنگ فیلڈ میں اسنے اپنا کام شروع کیا۔ شہر مذکور آخر کار اسکی کوشش سے سٹیٹ کا دارالحکومت بنگیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اسکی وکالت خوب چمک گئی۔ تمام ریاست اور گرد و نواح کے اضلاع کے بڑے بڑے مقدمات اسکے پاس آنے لگے۔ اسی سال ڈیموکریٹک پارٹی کی کثرت رائے سے تجارت غلامان کی تائید میں جو ریزولیوشن پاس ہوا تھا، ابراہام نے اُسکی زور سے مخالفت کی۔ بعد میں لیجسلیٹو فرائض کو اپنے قانون کے کاروبار میں حارج پا کر اختتام میعاد پر اُس نے دوبارہ منتخب نہ ہونا چاہا۔ مجلس واضع آئین میں اسکی سٹیفن اے۔ ڈگلاس سے گہری دوستی ہوگئی تھی، گو پولٹیکل میدان میں ایک دوسرے کے ضد رہے مگر ابراہام نے اس دوستی میں آخر وقت تک فرق نہ آنے دیا۔

۱۸۴۲ء میں لیگزنگٹن کے ایک معزز و نامور شخص آنریبل رابرٹ ایس ٹاڈ کی لڑکی میری ٹاڈ سے ابراہام لنکن کی شادی ہوئی۔ ۱۸۴۰ء و ۱۸۴۴ء کے انتخاب پریسیڈنٹی میں اسنے سرگرمی سے حصہ لیا۔ ۱۸۴۶ء میں اس سے ممبری کانگرس کیلئے امیدوار بننے کی درخواست کیگئی اور یہ اپنے رقیب ریورینڈ پیٹر کارٹ رائیٹ کے مقابلہ میں پندرہ سو ووٹوں کی زیادتی سے ممبر منتخب ہوگیا۔ موخر الذکر تیسویں کانگرس کی ممبری کے واسطے الینواس کیطرف سے اکیلا دگ امیدوار تھا۔ ابراہام نے کانگرس میں اعلیٰ درجہ کی ناموری حاصل کی۔ ڈاکخانوں اور ڈاک کی سڑکوں کی کمیٹی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے اس نے پریسیڈنٹ پالک کی بدانتظامی کا خوب خاکہ اڑایا۔ اور نیز میکسیکو کے ساتھ امریکہ کی لڑائی ناجائز قرار دی۔ کانگرس میں سب سے

پہلے اس نے جنگ مکسیکو پر دھواں دھار تقریر کی جسمیں پریسیڈنٹ کے اُس بیان کی خوب دھجیاں اُڑائیں کہ اہلِ مکسیکو پیشدستی کر کے ریاستہائے متحدہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور انھوں نے امریکن باشندوں کا خود انکی سرزمین پر خون گرایا تھا۔

اس نے وہ ریزولیوشن پیش کیئے جو "موقع کے ریزولیوشن" کے نام سے مشہور ہیں۔ جنمیں پریسیڈنٹ سے چاہا گیا تھا کہ وہ کانگرس کو وہ موقع اور مقام بتائے جہاں اہلِ مکسیکو نے خونریزی کا ارتکاب کیا۔ کانگرس میں ابراہام نے اس وجہ سے بھی ناموری پیدا کی کہ بردہ فروشی کے خلاف جو درخواست کانگرس میں پہنچی تھی اسکی وہ بڑے زور و شور سے تائید کیا کرتا تھا۔ اور کولمبیا کی تجارت غلامان کے خلاف اُس نے سخت حملے کیئے۔ آخرکار اُسنے کولمبیا میں اس تجارت کی مسدودی اور غلاموں کے مالکوں کو اہل شہر کی کثرت رائے سے معاوضہ دیئے جانے کے متعلق کانگرس میں ایک مسودہ قانون پیش کیا مگر مسودہ مذکور قبل از وقت تھا اسلئے مذاق میں اُڑا دیا گیا۔ کانگرس کی ممبری کی میعاد کے اختتام پر اسنے مکرر منتخب ہونا نہ چاہا اور کئی سال تک پولیٹکل معاملات سے بےتعلق رہ کر سپرنگ فیلڈ میں اپنے قانونی کاروبار میں مصروف رہا۔ اسنے یونائیٹڈ اسٹیٹس کے عہدہ سنیٹر کیلیئے جنرل شیلڈر کے خلاف کوشش کی، مگر کامیاب نہ ہوا۔ پریسیڈنٹ فلمور نے اس سے اوریگون کی گورنری قبول کرنے کی درخواست کی جسکو اسنے اسوجہ سے نامنظور کر دیا کہ اسکی بیوی اسقدر دور دراز سفر کرنے کے خلاف تھی۔

کنساس نبیرا سکا ایکٹ ۱۸۵۴ء کی منسوخی نے اسے مکرر پولیٹکل دنیا میں نمودار کیا۔ یہ شیر کیطرح انگڑائی لیکر کی سٹیج پر آیا۔ النسوا اس کی منتخب کرنے والی جماعت نے اس کو اپنا سرگروہ تسلیم کر لیا۔ سال مذکور میں کئی مرتبہ اسے ایکٹ مذکور کے مجوز سٹیفن۔ اے ڈگلاس سے مباحثہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ ازانجملہ ایک موقع پر اسنے ایکٹ مذکور کے خلاف ایسی پرزور اور مدلل تقریر کی کہ پبلک پر اسکا نہایت اثر ہوا۔ اور وہ محض اپنی اس تقریر کی بدولت جنرل شیلڈر کی بجائے امریکہ کا سینیٹر

مقرر ہوگیا۔ کچھ عرصے کے بعد اس عہدہ سے اسنے کنارہ کشی اختیار کی اور اسکی جگہ
لیمسن ای ٹرمبل کو بھیجا گیا۔ انھیں ایام میں وگ پارٹی میں پھوٹ پڑگئی اور جمہوری
جماعت وجود میں آئی۔ سنہ ۱۸۵۶ء میں مجلس سٹیٹ کا اجلاس بلومنگٹن (النیوائس) میں ہوا
اور پہلے پہل جمہوری پارٹی نے اپنے ہستی سے پبلک کو آگاہی بخشی۔ ابراہام لنکن نے
ایک فصیح و بلیغ تقریر میں ہر قسم کی غلامی کی مخالفت اور اسکی تجارت کے انسداد کی
ضرورت ظاہر کی۔ جون سنہ ۱۸۵۶ء میں مجلس نیشنل ریپبلکن کا جلسہ فولاڈلفیا میں منعقد
ہوا۔ جنرل فریمونٹ اسکے پریسیڈنٹ نامزد کئے گئے النیوائس کی جانب سے ابراہام کا
نام بطور وائس پریسیڈنٹ کے پیش کیا گیا۔ مگر ڈبلیو۔ ایل۔ ڈیٹن کثرت رائے سے نائب میر مجلس
مقرر ہوگیا۔ سنہ ۱۸۵۸ء میں سٹیٹ کی جمہوری جماعت نے بجائے سٹیفن۔ اے۔ ڈگلاس کے
ابراہام کو ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سینیٹرشپ کیلئے نامزد کیا۔ ڈگلاس مکرر منتخب ہونے کا
خواہشمند رہتا، نامزدگی انتخاب کے درمیانی عرصہ میں ان دونوں کے مختلف شہروں
اور قصبوں میں خوب خوب تقریری مقابلے ہوئے۔ سنہ ۱۸۶۰ء میں ابراہام نے نیو یارک کو
نکٹیکٹ اور نیو انگلینڈ کے متعدد شہروں میں بہت سے پولٹیکل لکچر دیئے۔ ان تقریروں
کے باعث سے وہ امریکہ کے اس حصے میں بھی اسیقدر مشہور اور ہر دلعزیز ہوگیا جسقدر
کہ وہ اپنے وطن النیوائس میں تھا۔ اسی سال ماہ مئی میں سٹیٹ کی یہودی جماعت کا جلسہ
ڈیکاٹر میں منعقد ہوا جسنے ابراہام کو بالاتفاق پریسیڈنٹی کے عہدہ کیلئے تجویز کیا۔ ابراہام کے
دوست اس امر سے قوی دل ہو کر نیشنل کنونشن میں پہنچے، جسکا جلسہ دو ہفتوں کے بعد
شکاگو میں ہونیوالا تھا، جہاں سخت اور پُرجوش مقابلے کے بعد ابراہام نے رقیب
امیدواروں سیورڈ، چیس اور بیٹس کے دوستوں کو شکست دیکر اپنی نامزدگی قائم و برقرار رکھی
غرضکہ آئندہ نومبر میں جب پریسیڈنٹ کے انتخاب کا وقت آیا، تو ابراہام (۱۸۰)
راؤں سے بچلاو، بریکنرج سے ۷۲، بل کے ۳۹۔ اور ڈگلاس کے ۱۲ ووٹوں کے
ریاستہائے متحدہ امریکہ کا پریسیڈنٹ منتخب ہوگیا۔ افتتاح جلسہ کی تاریخ
۴ مارچ سنہ ۱۸۶۱ء قرار پائی۔ جب یہ اس غرض کے لیئے دارالسلطنت کو جانے پر

تیار تھا، اسے اطلاع ملی کہ دشمنوں نے اسکے قتل کرنے کی سازش کی ہے گو وہ خود ایسا بزدل نہ تھا کہ اس امر سے ڈر کر اپنا ارادہ ملتوی کر دیتا۔ تاہم دوست احباب کے اصرار سے مجبور ہو کر اسنے اپنی روانگی کی تاریخ بدلدی، اور وقت افتتاح سے ایک ہفتہ پہلے دار السلطنت پہنچگیا۔ اس اثنا میں جنوبی کارولینا اور خلیج کی ریاستوں کی نااتفاقی اور اختلاف نے نہایت اہم اور نازک صورت اختیار لی جسکی وجہ سے ابراہام اپنی دلی خواہش کے مطابق کیبنٹ میں جگہ دینے کیلئے الگزنڈر ایچ سٹفنز اور دوسرے اہل الرائے کو جنوبی ملک سے طلب کر سکا۔ مگر بڑی فیاضی اور علو حوصلگی سے اسنے سیورڈ۔ کیمرن چیس اور بیٹز جیسے اشخاص سے (جو پریزیڈنٹ کی نامزدگی کے دوران میں اسکے سخت پولیٹیکل رقیب تھے) اپنی پہلی کیبنٹ مرتب کی۔ کرسی صدارت پر جاری فرما ہوتے ہی اسے اپنی اس مقدس قسم پر عمل کرنا پڑا جسمیں اسنے امریکہ کو دشمنوں کی گزند سے بچانے اور محافظ بننے کا وعدہ کیا تھا۔ یونین ڈیموکریٹ پارٹی (جسکا سرگروہ اے۔ ڈگلاس تھا) کے اتفاق سے اسنے متعدد ریاستوں کی فوجی پولیس کی طلبی کے احکام صادر کئے۔ سمٹر کی گولہ باری کی خبر سنتے ہی اسنے تمام جنوبی بندرگاہوں کے محاصرہ کرنیکا اعلان دیدیا اور کانگرس کا زائد جلسہ طلب کر کے چار لاکھ فوج بھیجنے اور اخراجات جنگ کیلئے چالیس لاکھ ساورن کی منظوری لیلی میکلیلن کو سپہ سالاری عطا کیگئی۔ ابراہام کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آسنے ۲۲ ستمبر ۱۸۶۲ء کو اس اعلان پر دستخط کئے جسکے رو سے یکم جنوری سنہ آیندہ سے ریاستہائے امریکہ کے تمام غلام آزاد کئے گئے۔ انمیں وہ ریاستیں بھی تھیں، جو نفاذ قانون کے وقت یا اس سے پہلے باغی ہو چکی تھیں۔ ابراہام کی زندگی کے آیندہ دو سالوں کے واقعات کا ذکر کرنا گویا امریکہ کے جنگ وجدل کی تاریخ کو دہرانا ہے ۹ مارچ ۱۸۶۴ء کو اسنے جنرل یو۔ الیس۔ گرانٹ کو افواج امریکہ کی سپہ سالاری مرحمت کی۔ آیندہ نومبر میں وہ بلاکسی سعی و کوشش کے جنرل میکلیلن کے مقابلہ میں نصف ملین ووٹوں کی کثرت سے دوبارہ پریزیڈنٹ منتخب ہوا

۱۸۶۷ء میں افتتاح کانگرس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ بیچونڈ فوج کے معائنہ کیلئے گیا، اور وہاں کی سٹیٹ کے دارالحکومت کے مفتوح ہونیکے دوسرے روز یہ اس شہر میں داخل ہوا۔ افسوس ہے کہ ابراہام کی موت ایسی ناگہانی طور پر واقع ہوئی کہ کسیکو اس حادثہ کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ ۱۴ اپریل ۱۸۶۵ء کو گڈ فرائیڈے، کی شام کو یہ مسٹر لنکن اور چند دوستوں کے ہمراہ نورڈز تھیٹر میں تماشا دیکھنے کیلئے گیا۔ جبکہ تماشا ختم ہونے کو تھا۔ ایک مخبوط الحواس وغیر معروف ایکٹر جے۔ الکز بوتھ نامی شمالی اور جنوبی ریاستوں کی باہمی مخالفت کے کینہ کو دلمیں لئے ہوئے دبے پاؤں اس کمرے میں داخل ہوا، جہاں ابراہام بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا۔ بوتھ نے کمرے کا دروازہ بند کرلیا اور اطمینان سے ابراہام کے عقب میں آکر اسکے سر کو پستول کا نشانہ بنایا۔ ابراہام بیہوش ہوکر آگے کیطرف گرا۔ لوگ پریسیڈنٹ کو اٹھاکر قریب کے ایک پرائیویٹ مکان میں لیگئے، لیکن ہوش میں آنے اور آنکھ کھولنے کے بغیر امریکہ کا یہ نامور اور بہادر پریسیڈنٹ صبح کو اس دارفانی سے کوچ کرگیا۔ قاتل گولی چلانے کے بعد جھپٹ کر سٹیج پر چڑھ گیا۔ اور وہاں اُس نے چلاکر کہا کہ میں نے جنوبی ریاستوں کا انتقام لے لیا ہے۔ پریسیڈنٹ کے سکرٹری پر بھی اسوقت قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا، مگر وہ خوش قسمتی سے بال بال بچگیا اس بزدلانہ قتل پر تمام مہذب دنیا اور اقوام یورپ کو سخت رنج والم ہوا اور اہلِ امریکہ نے بالاتفاق اس حادثہ پر اظہار تاسف اور پریسیڈنٹ کی بیوہ سے دلی ہمدردی ظاہر کی۔ مقتول پریسیڈنٹ کی لاش ۴ مئی کو قبرستان راک برج متصل سپرنگ فیلڈ میں بکمال شان وشوکت دفن کیگئی۔ اس قبر پر ایک بت ایک مینا اور چار نشان استادہ کئے گئے۔ ہر سال دنیا کے ہر حصے سے کثیر التعداد اشخاص اس کی قبر کو دیکھنے کیلئے جاتے ہیں۔ اسکا لڑکا رابرٹ ٹاڈ لنکن بنجمین ہیرسن کی پریسیڈنٹی کے زمانہ (۱۸۸۹ء و ۱۸۹۳ء) میں امریکہ کی جانب سے انگلستان میں بطور سفیر متعین تھا۔

اولسس سمپسن گرانٹ

اولائیسس سمپسن گرانٹ

چمڑے کو دباغت دینے والا۔ سپاہی۔ پریسیڈنٹ

ابراہام لنکن کیطرح الائیسس۔ ایس۔ گرانٹ بھی جو بہادر سپہ آزما اور اکثر وجوہات سے امریکہ کا نامور ترین پریسیڈنٹ گزرا ہے۔ ایک نہایت غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ ۲۷ اپریل ۱۸۲۲ء کو بمقام پلیزنٹ (اوہیو) پیدا ہوا تھا۔ اسکے والدین کا نام جیس۔ آر۔ اور ہنا سمپسن گرانٹ تھا۔ یہ دونوں پنسلوینیا کے متوطن اور سکاچ نسل سے تھے۔ اس کا باپ سوداگر چرم تھا، اور چمڑے کو دباغت دینے کا کام کرتا تھا۔ خورد سالی گرانٹ کی ابتدائی تعلیم ایک معمولی مدرسے میں ہوئی۔ دوران تعلیم میں بھی اسکو باپ کے دباغت خانے میں ہر قسم کا کام انجام دینا پڑتا تھا۔ ۱۷ سال کی عمر میں یہ ویسٹ پائنٹ کی فوجی اکیڈیمی میں داخل ہوا۔ گو یہاں اسنے درسی کتابوں پر خوب محنت کی مگر ہم جماعتوں میں کوئی امتیاز حاصل نہ کر سکا، چنانچہ امتحان کے بعد انتالیس کامیاب طلبا میں اسکا اکیسواں نمبر تھا۔ اس چہارم پیادہ دستہ میں دوسرے درجہ کی لفٹننٹی کی اسامی حاصل کی اور گرانٹ دستہ مذکور کیساتھ میکسیکو گیا جہاں لوینا دستہ کی لڑائی کے سوا یہ ہر ایک معرکہ میں بذات خود موجود تھا۔ پالو الٹو اور ریسا کا دی لاپامہ کی لڑائیوں میں اسنے بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ اسے گورنمنٹ کیطرف سے دو سندیں عطا ہوئیں ۱۸۴۸ء میں گرانٹ نے سینٹ لوئس کے ایک معزز تاجر فریڈرک ڈنٹ کی لڑکی جولیا سے شادی کی۔ اس سے ایک سال پہلے مولینا ڈلری اور چیپلٹپک میں قابل قدر خدمات انجام دینے کے صلے میں اسے درجہ اول کی لفٹننٹی پر ترقی مل چکی تھی۔ دو سال کے بعد اسنے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا اور سینٹ لوئس میں اپنی بیوی کے مکان کے قریب کاروبار زراعت میں مصروف ہوا۔ مگر اس شغل میں اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ۱۸۵۹ء میں یہ گالینا الینوائس کو چلا گیا۔ وہاں اسنے والد کیساتھ شریک ہو کر چمڑے اور زین و لجام کی تجارت کرنے لگا۔ امریکہ کی خانہ جنگی

دسول وار) شروع ہونے تک وہ اس ذلیل پیشے میں مصروف رہا۔ ۳۹ سال تک
اُسنے نہایت گمنامی اور کس مپرسی کی حالت میں زندگی بسر کی۔ پریسیڈنٹ لنکن کے افواج
طلب کرنے پر اسکو پھر سپہگری کا جوش پیدا ہوا۔ اور طلبی افواج کی تاریخ کے چوتھے روز
یہ والنٹیروں کی ایک کمپنی کو قواعد سکھلاتے ہوئے دیکھا گیا۔ اسنے ایڈجوٹنٹ جنرل کے
حضور میں بھی اپنی خدمات پیش کیں۔ مگر اسکی درخواست پر کچھ توجہ نہ ہوئی۔ خوش قسمتی سے
الینواس کے گورنر ییٹس کو اسکی قابلیت سے فائدہ اُٹھانے کا خیال آگیا چنانچہ اُسنے
سپاہ والنٹیر کے نظم و نسق کا کام اسکے سپرد کیا اور ریاست کے انتظامی صیغے میں بھی اسے
جگہ دی۔ پانچ ہفتوں کے بعد وہ الینواس کی اکیسویں انفنٹری کا کرنل مقرر ہو گیا۔ اپنی
رجمنٹ کو سلسلہ انتظام میں منسلک کرنے اور قواعد سکھلانے کے بعد اسکے ساتھ مسوری گیا
جہاں یہ رجمنٹ ہنےبل اور ہڈسن کے گارڈ کا ایک دستہ بنی۔ ایک مہینہ بھی گزرنے نہ پایا تھا
کہ افواج مکسیکو کی کمانڈ پر سرفراز ہوا۔ چند روز کے بعد سپاہ والنٹیرز کے بریگیڈیر جنرل کے عہدہ پر
ترقی ملی۔ اسنے سپاہ کیرو کی کمان سنبھالتے ہی ایک ہی ہفتہ میں بلا حکم پاڈوکا پر قبضہ کر لیا جو
دریائے ٹینیسی کے دہانے پر واقع ہے۔ اسطرح نہ صرف دریائے مذکور کی کشتی رانی اسکے
اقتدار میں آگئی بلکہ دریائے اوہیو پر بھی متصرف ہو گیا۔ ریاست کنٹوکی کی مجلس واضع آئین و
قوانین جو ابتک متخاصمین سے الگ تھلگ اور بے تعلق تھی۔ گرانٹ اور بھی بہت سی
چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں مصروف رہا، جبکہ اس کا دستہ بحری سپاہ سے ملحق
تھا اس نے بلا حکم قلعہ ڈونلسن کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت اسکے پاس صرف
پندرہ ہزار سپاہ تھی، اور قلعہ میں اکیس ہزار سے زائد سپاہی لڑنے مرنے کو موجود تھے
تین روز کے محاصرہ کے بعد دشمنوں نے بلا شرط اطاعت قبول کی اور ہتھیار
ڈال دیئے۔ اس جنگ میں ۶۵ توپیں اور اٹھارہ ہزار دیگر آلات جنگ فاتح کے
ہاتھ آئے، اور پندرہ ہزار سپاہی اسیر ہوئے۔ جنگ مذکور میں گرانٹ کے دو ہزار آدمی
اور دشمنوں کے اڑھائی ہزار آدمی کام آئے۔ یہ پہلی عظیم الشان فتح تھی، جو
شمال والوں کو حاصل ہوئی۔ اسکی برکت سے کنٹوکی کی لاٹینیسی کی ریاستیں

بھی شمالی گورنمنٹ کی ممد و مددگار ہوگئیں، اور کیمبرلینڈ ٹینسی اور مسیسپی کی جہاز رانی پر بھی انھیں اقتدار حاصل ہوگیا۔ اس فتح پر شمال میں بڑی خوشی منائی گئی۔ گرانٹ جو اب تک گمنامی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ دفعتاً عزیز دلہا بنگیا، اور والنٹیروں کے میجر جنرل کے عہدے پر ترقی دیکر اسے ٹینسی کے مغربی ضلع کی کمانڈ پر مقرر کیا گیا۔ انھیں دنوں میں جنرل سی۔ ایف سمتھ کی موت ناگہانی طور پر واقع ہونے کی وجہ سے گرانٹ چالیس ہزار سپاہ کا افسر ہوگیا۔ اسکا ایک حصہ کارنتھ پر حملے کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ مخالفوں کا ایک بھاری لشکر اسپر آپڑا جسکا سپہ سالار جنرل اے۔ ایس جانسٹن تھا۔ جانسٹن نے شمالی لشکر کو شکست دیکر پسپا کردیا۔ مگر عین وقت پر گرانٹ میدانِ جنگ میں پہنچگیا، اور اسنے فوراً صفوف جنگ آراستہ کرکے دشمن پر حملہ کیا۔ سخت لڑائی کے بعد دشمن بحال تباہ کارنتھ کیطرف مراجعت کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس معرکہ میں گرانٹ کو بھی خفیف سے زخم لگے انخلائے کارنتھ کے بعد جنرل ہالک واشنگٹن بلوالیا گیا، اور بجائے اُسکے گرانٹ ویسٹ ٹینیسی کے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اسنے ان جاسوسوں اور سوداگروں کے خلاف سخت احکام صادر کئے جو دشمنوں کو خبریں اور سامان رسد پہنچاتے تھے۔ نیز اُن اخبارات میں جو اسکے زیر حکومت چھپتے تھے باغیانہ مضامین کی اشاعت کا انسداد کیا۔ ستمبر میں گرانٹ نے دشمنوں کے اس لشکر کی پیشقدمی کو روکنے کیلئے فوج کو کارنتھ سے کوچ کا حکم دیا۔ جو خبریں پرائس اور وان ڈوران کی ماتحتی میں بھیجی گئی تھی۔ چالیس ہزار مخالف سپاہ نے کارنتھ پر حملہ کیا۔ جہاں جنرل اوسکر النس بیس ہزار سپاہی لئے پڑا تھا۔ دشمنوں نے یہاں بھی منھ کی کھائی اور سخت نقصان اُٹھاکر پسپا ہوئے ÷

گرانٹ کی دوسری قابلِ یادگار فتح وکسبرگ کی تسخیر تھی۔ جو ۴ جولائی ۱۸۶۲ء کو مفتوح ہوا۔ اور دشمن کے ۲۷ ہزار آدمی اسیر ہوئے۔ ان گرانبہا خدمات کے صلہ میں گرانٹ کو فوج باقاعدہ کے میجر جنرل کے عہدے پر ترقی ملی، اور تھوڑے دنوں کے بعد مسیسپی کی فوجی کمانڈ پر مامور کیا گیا۔ یہ سپاہ شرمن۔ مرنسانڈ اور ہوکر کے دستوں پر مشتمل تھی ÷

گرانٹ ۲۳ اکتوبر کو چٹانوگا پہنچا جہاں دشمن نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے
فوج قلعہ کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا قریب تھا کہ وہ ہتھیار رکھدیتے کہ اتنے میں گرانٹ جا پہنچا
اور وادی لک آؤٹ میں دشمن کو شکست دیکر اہل قلعہ کو ان سے تخلیص دلوائی۔ آیندہ ماہ
میں چٹانوگا کی لڑائی ہوئی۔ گرانٹ نے دشمنوں کے ناقابل تسخیر مورچے چھین لئے
اور انکے سپہ سالار برگ کو وہاں سے نکالدیا۔ اس فتح سے گرانٹ کی تیز فہمی اور جنگی
قابلیت کی بہت بڑی شہرت ہوئی جنرل ہالک نے ان الفاظ میں گرانٹ کی جوانمردی کی
داد دی۔ کہ "اس فتح کے تمام اعزاز کا مستحق صرف گرانٹ ہے۔ جسنے اعلیٰ درجہ کی ہنرمندی
اور تجربہ کاری سے دشمنوں کو ایسے مقامات سے نکالدیا جو ناقابل تسخیر خیال کئے جاتے
تھے" اس فتح سے مخالفوں کی رہی سہی قوت ٹوٹ گئی۔ اور قومی افواج پر جارجیا کا دروازہ کھل گیا
کانگرس بھی گرانٹ کے جوانمردانہ کارناموں کے اعتراف کرنے میں سست نہ
تھی۔ چنانچہ ۱۸۶۳ء کے سیشن میں اس نے گرانٹ اور اسکی فوج کے شکریہ کا
ریزولیوشن پاس کیا۔ نیو یارک اور اوہیو کی قانونی کونسلوں کی طرف سے
بھی شکریئے ادا ہوئے۔ اسی اثناء میں گرانٹ کی متواتر و مسلسل کامیابیوں
سے اس کی عزت اور وقعت منتہائے کمال پر پہنچ گئی۔ اور شمال کی قومی گورمنٹ
نے اسے کل افواج کا لیڈر بنانا منظور کرلیا۔ چنانچہ فروری ۱۸۶۴ء کو ایک
بل کے رو سے جو کانگرس نے پاس کیا تھا۔ گرانٹ کو لفٹننٹ جنرل کا عہدہ عطا
ہوا اور اس کے اعزاز میں ایک طلائی تمغہ مضروب کیا گیا۔ افواج امریکہ کی کمانڈ پر
سرفراز ہوتے ہی اسنے اعلان کیا کہ وہ احکام صادر ہونے تک اپنی سپاہ کیساتھ
میدان پوٹومک میں خیمہ زن رہیگا۔ شمالی ورجینیا کی جو سپاہ جنرل لی کی ماتحتی میں
بڑھی چلی آتی تھی۔ اس کے روکنے کا گرانٹ نے بذات خود ارادہ کیا۔ اور دشمن کی
بقیہ فوج کو جنوبی سپاہ سے جدا رکھنے کیلئے تاکہ وہ ایک دوسری سے نہ ملسکیں
گرانٹ نے شرمن کو جارجیا، بٹلر کو رچمونڈ اور سائگل کو وادی ورجینیا کیطرف افواج
کے ہمراہ روانہ کیا۔ پوٹومک کی سپاہ کی کمان اسنے اپنے ہاتھوں میں رکھی

رچمونڈ جانے کے ارادہ سے ویہڈرن کو عبور کر کے اس نے طرح جنگ ڈالی جنرل شریڈن کو رسالہ کا کمانڈر انچیف بنایا۔ عبور دریا کے دوسرے روز مانٹ زن کے قریب فریقین میں لڑائی ہوئی، مگر فتح و شکست کا فیصلہ نہ ہوا۔ گرانٹ نے اس میدان سے رائلی کو جو مراسلہ لکھا تھا اسکا آخری فقرہ یہ تھا کہ "ہم اس لائن پر برابر لڑتے رہینگے خواہ تمام موسم گرما کیوں نہ گزر جائے۔" اسکے بعد پن سلوانیا کی لڑائی میں گرانٹ کو قدرے قلیل کامیابی نصیب ہوئی۔ سنہ ۱۸۶۴-۶۵ء کے موسم سرما کا زیادہ تر حصہ گرانٹ کی سپاہ کو پیٹرزبرگ کے سامنے بیکاری میں گزرا۔ شرمن اس اثناء میں جارجیا وغیرہ میں جنگ و جدل میں مصروف رہا اور ان لڑائیوں میں اسنے اچھی اچھی کامیابیاں حاصل کیں۔ اور سوانہ۔ چارلس ٹاؤن اور ولمنگٹن یکے بعد دیگرے فتح کر لئے۔ گرانٹ کی سپاہ کے بقیہ دو دستوں کو جو بٹلر اور سائگل کی ماتحتی میں بھیجے گئے تھے دشمن نے شکست دیدی لیکن جنرل لی کے زور و شور میں چنداں فرق واقع نہ ہوا تھا نہ تو اسے کھلے میدان میں شکست ہی ملی تھی اور نہ رچمونڈ سے اسکے تعلقات قطع ہوئے تھے۔ بس اس طول و طویل لڑائی کا نتیجہ پیٹرزبرگ کے محاصرہ پر منحصر تھا اور بجائے خود ہر ایک فریق متشوش تھا کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے؟

مخالف سپہ سالار نے گرانٹ کی فوجی طاقت کو منقسم کر دینے کی نیت سے میری لینڈ اور امریکہ کے دار السلطنت پر چڑھائی کرنیکا ارادہ کیا مگر اُسکی یہ سعی کامیاب نہ ہوئی۔ شریڈن نے حملہ آوروں کو منہزم کر کے پسپا کر دیا۔ اسی اثنا میں شرمن کے مقابلہ میں بانسٹن نے بھی ہمت ہار دی۔ موخر الذکر کی جگہ ہوڈ مامور ہوا۔ مگر وہ بھی اٹلانٹا خالی کرنے پر مجبور ہوا۔ تمام امور کا فیصلہ آخری لڑائی پر آ گیا تھا۔ جنرل لی رچمونڈ میں ۵۰ ہزار سپاہ رکھتا تھا۔ گرانٹ اور شریڈن کی افواج کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تھی۔ ۲ اپریل کو پیٹرزبرگ اور دوسرے روز رچمونڈ مفتوح ہو گیا۔ گرانٹ نے دشمنوں کا سرعت سے تعاقب کیا کہ آخر کار جنرل لی کو معلوم ہو گیا کہ وہ چاروں طرف سے گھر گیا ہے اور گرانٹ کو فنون جنگ میں اسپر جو فوقیت حاصل ہے۔ لی نے مجبور ہو کر اپنے آپکو گرانٹ

کے سپرد کر دیا۔ یہ حوالگی ۹ ۲ اپریل ۱۸۶۵ء کو ایوماٹاکس کورٹ ہوس میں وقوع میں آئی جنرل لے ساتھ ہی باقیماندہ ۲۷ ہزار سپاہیوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔

دنیا کے کسی حصے میں کسی سپہ سالار نے اسقدر تھوڑے عرصے میں نہ تو اتنی فتوحات حاصل کی ہونگی، اور نہ اس کثرت سے سپاہی قید کئے ہونگے۔ گرانٹ نے دس روز کے اندر ہی اندر پٹیرز برگ اور رچمونڈ فتح کر لیئے اور ایک درجن بھر اور لڑائیاں لڑا۔ جنمیں فائوروک اور سلیبرس کریکیہ کے معرکے بھی شامل ہیں۔ بیس ہزار آدمی لڑائیوں میں گرفتار کئے، اور ۲۷ ہزار سپاہیوں نے منظفر و منصور سپہ سالار کے آگے ہتھیار ڈالدیئے، گویا ہفتہ عشرہ میں ستر ہزار فوج کا بالکل قلع قمع ہو گیا۔ جنرل لی کو جن فیاضانہ شرائط پر آزادی عطا کیگئی، اسکا یہانتک اثر ہوا کہ مخالف ریاستوں نے جنگ و جدل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اسطرح اس ہولناک خانہ جنگی کا جسنے امریکہ کی تاریخ کے صفحات کو خون سے رنگین کر دیا ہے، خاتمہ ہو گیا +

ملک میں از سر نو امن و امان قائم ہو جانے پر گرانٹ واشنگٹن میں واپس آیا، کانگرس نے پھر اسکی عزت افزائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ پریسیڈنٹ لنکن کے مقتول ہونے کے وقت گرانٹ فوجی دستوں کے توڑنے اور انکی کاٹ چھانٹ میں مشروف تھا۔ اگر یہ لنکن سے تھیٹر میں جانے سے انکار نہ کر دیتا تو یہ بھی ضرور پریسیڈنٹ کے ساتھ مارا جاتا۔ کیونکہ شریر النفسوں نے جن اشخاص کی جان لینے کی سازش کی تھی۔ انمیں گرانٹ بھی داخل تھا جسکی بہادری اور شجاعت نے جنوب میں خون کی ندیاں بہاکر مخالفین کو نیچا دکھلایا تھا +

لنکن کے بعد جانسن پریسیڈنٹ ہوا۔ گرانٹ کی فوجی خدمات سے ادنیٰ و اعلیٰ سب مداح تھے جس شہر میں جاتا تھا جہاں اسکا گزر ہوتا لوگ بڑی عزت و توقیر سے پیش آتے۔ جب جانسن نے اگست ۱۸۶۷ء میں سٹنٹون سکرٹری جنگ کو معطل کر دیا تو بجائے اس کے گرانٹ سکرٹری صیغہ جنگ مقرر ہوا۔ مگر جنوری ۱۸۶۸ء میں کانگرس نے سٹنٹون کو اپنے عہدے پر بحال کر دیا گو پریسیڈنٹ نے اس بات پر زور دیا کہ کانگرس کی اس کارروائی پر بھی گرانٹ اپنے عہدے کے فرائض کو بدستور انجام دیتا رہے۔

مگر اُسنے منظور نہ کیا جسپر جانسن اسکا دشمن ہوگیا۔ ریپبلکن کنونشن نے ۲۱ مئی کے اجلاس شکاگو میں گرانٹ کو پریسیڈنسی کیلئے نامزد کیا۔ انتخاب کے موقع پر اسنے ۲۱۴ ووٹ حاصل کیے۔ اسکے رقیب سیمور اور بلیر کے حق میں صرف اسّی رائیں گزریں گرانٹ نے پریسیڈنٹ ہوتے ہی پہلے قومی قرضہ کو کم کیا بعدہٗ جنیوا کی پیچیدگیوں کو سلجھانے کیواسطے ایک ثالثی عدالت مقرر کی پیچیدگیاں گزشتہ خانہ جنگی کیوجہ سے انگلستان سے پیدا ہوئی تھیں۔

۱۸۷۲ء میں گرانٹ مکرر پریسیڈنٹ منتخب ہوا۔ اسکی تائید میں اس کثرت سے ووٹ پیش ہوے کہ واشنگٹن کے زمانہ سے ابتک کسی کے حق میں نہ گزرے تھے۔

۴ مارچ ۱۸۷۷ء کو عہدہ پریسیڈنسی کی میعاد کے ختم ہونے پر اپنی بیوی اور بڑے لڑکے کو ساتھ لیکر دنیا کی سیر و سیاحت کو چل کھڑا ہوا یورپین ممالک سے قطع نظر ہندوستان۔ برہما چین و جاپان میں بھی اسکی بڑی قدر و منزلت ہوئی، اور سلاطین عالم نے اسکی عزت افزائی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ ستمبر ۱۸۷۵ء میں امریکہ میں واپس آنے پر بحر الکاہل کے ساحلوں سے مشرق تک کی آبادی نے یکزبان ہوکر اسکے ورود پر مسرت و خوشی ظاہر کی اور پبلک نے اسکے احترام میں ایسی سرگرمی دکھلائی کہ دنیا انگشت بدندان رہگئی۔ آجتک کسی امریکن کی ایسی عزت نہ ہوئی تھی جو قدرت نے گرانٹ کیلئے مخصوص کر رکھی تھی بسال مذکور کے اختتام پر غرب الہند اور میکسیکو میں گیا۔ ۱۸۸۰ء میں شکاگو کی کنونشن میں پھر اسکا نام پریسیڈنسی کیلئے پیش کیا گیا۔ اس جلیل القدر عہدے کیلئے شرمن اور گارفیلڈ بھی امیدوار تھے۔ پہلے قرعہ پر گرانٹ کے حق میں ۳۰۴ چونتیسویں قرعہ پر ۳۱۲ اور چھتیسویں قرعہ پر ۳۰۶ ووٹ گزرے۔ اس آخری قرعہ پر کثرت رائے سے گارفیلڈ منجانب کنونشن پریسیڈنسی کیلئے نامزد ہوا۔

گرانٹ نے رہنے کیلئے نیویارک کا شہر پسند کیا اور ریلوے لائنوں کے بنوانے اور دیگر بڑے بڑے تجارتی کاروبار کیطرف توجہ مبذول کی ۱۸۸۲ء میں یہ میکسیکو سے تجارتی عہدنامہ کرنے کیلئے کمشنر مقرر کیا گیا۔ ۲۴ مارچ ۱۸۸۴ء

کو فوجی کانگرس نے سپہ سالاری کی پوری تنخواہ بطور پنشن عطا کی۔ توقع کیجاتی تھی کہ جو دولت اور تمول اس نے استقدر عرقریزی سے حاصل کیا تھا اسکا لطف اُٹھانے کے لئے دیر تک زندہ رہیگا اور سالہاسال کی شبانہ روز محنت کے بعد اسے آرام کرنیکا موقع ملیگا، مگر افسوس اس امید میں لوگوں کو سخت مایوسی ہوئی ۱۸۸۵ء میں اسکے منہ سرطان نکل آیا تھا۔ چند ماہ کی سخت علالت کے بعد ۲۳ جولائی ۱۸۸۵ء کو اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا۔ اس دنبل کی تکلیف کو بڑے استقلال سے برداشت کرتا رہا۔ زمانہ علالت میں اسنے ان لڑائیوں کے حالات لکھے جنمیں وہ بذات خود شریک رہا تھا اور نیز ذاتی یادداشتیں بھی قلمبند کیں۔ غرضیکہ اسی خامہ فرسائی کی حالت میں مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

جیمز ابرام گارفیلڈ

ملاح - مدرس - مقنن - سپاہی - مدبر اور پریسیڈنٹ

جیمز ابرام گارفیلڈ ایک اور امریکن پریسیڈنٹ تھا - جو ایک غریب چوبی گھر میں بمقام اورنج دکیوہاہوگا کونٹی - اوہیو ۱۹ نومبر ۱۸۳۱ء کو پیدا ہوا تھا - یہ چار بچوں میں سب سے چھوٹا تھا - اسکے آباؤ اجداد اپنی جفاکشی - دیانتداری اور مستقل مزاجی کیوجہ سے گردونواح کے رہنے والوں میں ممتاز تھے - گارفیلڈ ابھی بچہ ہی تھا کہ باپ کا انتقال ہوگیا - اور اپنے پیچھے تیس ایکڑ اراضی جو تمامتر گرو رہن تھی چھوڑ گیا - بیوہ ماں نے سخت محنت و مشقت سے نہ صرف کنبہ کی پرورش کی بلکہ اراضی بھی قرض سے چھڑائی - افلاس کے باعث سے اسکی والدہ اور بہنیں بھیڑوں کے چھوٹے سے ریوڑ کی پشم کو کاتا کرتی تھیں اور اسکے کپڑے بنایا کرتی تھیں۔ سات سال کی عمر میں گارفیلڈ دیہاتی سکول میں داخل ہوا - ابھی دس سال کا بھی نہ ہوا تھا کہ قرب و جوار میں یہ بطور ایک ذہین اور لائق ترین طالبعلم کے مشہور ہوگیا - دو سال کے بعد یہ کھیتوں پر محنت اور مشقت کر کے کنبہ کی پرورش میں ماں کو امداد دینے لگا - بعد ازاں کشتی ران بنگیا اور چند ماہ تک ملاحی کرتا رہا - باوجود ان اشغال کے مطالعہ کتب سے غافل نہ رہا - رفتہ رفتہ تعلیم میں اسنے اسقدر ترقی کر لی کہ اسے ایک پبلک سکول مدرسی کی اسامی ملگئی - اسکے بعد ایلکٹرک انسٹیٹیوٹ (جواب پورچج کونٹی میں ہیرام کالج کے نام سے مشہور ہے) میں داخل ہوا - یہاں سے ولیم کالج میں گیا - اور ۱۸۵۶ء میں ڈپلوما حاصل کرنیکے بعد ہیرام کالج کا پروفیسر السنہ مقرر ہوا - ۱۸۵۷ء میں گارفیلڈ کالج کا پریسیڈنٹ بنایا گیا - اسی اثناء میں اسنے مس لکریشیہ رنڈلف ساکن ہڈسن سے شادی کر لی - دوران صدارت میں یہ نہ صرف کالج کو ترقی دیکر اس زمانے کی تعلیمی انسٹیٹیوشنوں میں ایک نامور درسگاہ بنانے میں کامیاب ہوا بلکہ فرائض منصبی کو انجام دینے کے علاوہ اسنے قانون کا مطالعہ بھی برابر جاری رکھا - کچھ عرصے کے بعد وکالت کی

جیمز ابرام گارفیلڈ

سار بھی مل گئی۔ قانونی پیشہ اختیار کرتے ہی اسنے پولیٹکل معاملات میں دلچسپی لینی شروع
کی ۱۸۵۹ء میں براہ راست کی سینیٹ کا ممبر منتخب ہوا اور اسنے کونسل کو پابندیِ قانون
اور دغابازوں کو واجبی گوشمالی دیئے جانے پر توجہ دلائی۔ خانہ جنگی (سول وار)
شروع ہونے پر یہ بیالیسویں اوہیو والنٹیرز کا کرنل مقرر ہو کر بیٹ ولی کو روانہ ہوا
جہاں اسنے ہمفری مارشل کی پانچ ہزار سپاہ کو شکست دیکر اسکو ریاست کنٹکی
سے نکالدیا اس بہادری کے صلہ میں گارفیلڈ بریگیڈیر جنرل مقرر کیا گیا۔ یہ امریکہ کے
تمام بریگیڈیر جنرلوں میں سب سے کم عمر تھا شیلو اور کارنتھ میں بھی اسنے نمایاں فوجی خدمات
انجام دیں۔ ۱۸۶۳ء میں جنرل روسکرانس نے گارفیلڈ کو فوج کیمبرلینڈ کے سٹاف کا
چیف مقرر کیا۔ گارفیلڈ نے چکاموگہ کی جنگ میں بہادری کے ایسے جوہر دکھائے
کہ والنٹیروں کے میجر جنرل کے عہدے پر ترقی یاب ہوا گارفیلڈ میدانِ جنگ میں اور
بھی کارنامے دکھاتا۔ مگر اوہیو کے انیسویں کانگریسی ضلع کے باشندوں نے اسے
میدانِ جنگ سے واپس طلب کر لیا جو گارفیلڈ کی غیر موجودگی ہی میں اسے کانگرس
کیلئے اپنا وکیل منتخب کر چکے تھے۔ یہ سات مرتبہ پے در پے کانگرس کا ممبر منتخب ہوتا رہا
اپنی قابلیت کیوجہ سے یہ ہوس کا ایک قابل قدر رکن متصور ہوتا تھا مالی۔ فوجی۔
نظم و نسق اور قواعد وغیرہ کی کمیٹیوں میں اسکی روشن خیالی دیگر ممبروں کی رہنما رہی۔
مسٹر بلین کے تبدل پر ۱۸۷۶ء میں ہوس کی جمہوری پارٹی نے اسکو بالاتفاق اپنا
لیڈر تسلیم کیا۔ جنوری ۱۸۸۰ء میں اوہیو کی جانب سے یہ امریکہ کی سینیٹ کا ممبر منتخب
ہوا۔ ۱۸۸۰ء میں ریپبلکن کنونشن میں جسکا اجلاس شکاگو میں ہوا تھا۔
گارفیلڈ امریکہ کی پریسیڈنٹی کیلئے نامزد کیا گیا۔ اس عہدہ کے گرانٹ بلین اور شرمن
بھی امیدوار تھے۔ اجلاس مذکور میں چاروں فریقوں نے خوب خوب مقابلے کئے مگر
آخر کار چھتیسویں قرعہ پر گارفیلڈ بازی لے گیا۔ نومبر ۱۸۸۰ء میں گارفیلڈ کثرت رائے سے امریکہ کا
پریسیڈنٹ منتخب ہوا۔ اور ۴۔ مارچ ۱۸۸۱ء کو اسنے کرسی صدارت پر اجلاس کیا۔
پریسیڈنٹ ہونے کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد نیو یارک میں ایک مشرڈ

عہدہ دار مقرر کئے جانے کے بارہ میں گارفیلڈ اور سنیٹر کونکلن میں سخت اختلاف واقع ہوا جسپر
سنیٹر مذکور کو آخرکار مستعفی ہونا پڑا۔ مگر افسوس ہے کہ ایک ناگہانی حادثہ سے گارفیلڈ کی
پریسیڈنٹی کا زمانہ بہت جلد ختم ہو گیا۔ ۲ر جولائی ۱۸۸۱ء کو جبکہ مع اپنے سکرٹری کے
واشنگٹن کے ایک ریلوے کارخانے میں تھا اور تھوڑی دیر میں ٹرین پر سوار ہو کر نیو انگلینڈ
جانے والا تھا ایک نامرد گوئیٹو نامی نے جو ملازمت حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا
اور ہفتوں سے موقع کی تلاش میں تھا پریسیڈنٹ کو پیچھے سے گولی ماردی۔ اسکی اس
بزدلانہ حرکت کی وجہ کچھہ تو یہ کینہ تھا کہ اسے نوکری دینے سے انکار کردیا گیا تھا اور
کچھہ یہ کہ ایسے نامور شخص کے قاتل ہونے سے وہ مشہور عالم ہوجائیگا مجروح پریسیڈنٹ
سرکاری مکان میں لیجایا گیا۔ جہاں وہ کئی ماہ تک موت و زیست کے مابین لٹکا رہا۔ ستمبر
میں اُسے اس خیال سے البیرون (جرمنی) لیگئے کہ تبدیلی آب و ہوا سے اُسکی
صحت عود کر آئیگی مگر یہ اُمید پوری نہ ہوئی، اور ۱۹ر ستمبر کو گارفیلڈ اس دار فانی سے
عالم بقا کو سفر کر گیا۔ باوجودیکہ امریکہ کے نامور ترین ڈاکٹر پریسیڈنٹ کے زخم کے
معالج تھے مگر بعد میں زخم کے چیرنے سے معلوم ہوا کہ جس اصول پر اسکا علاج کیا گیا تھا
وہ سرتاپا غلط تھا۔ تاہم اسمیں شک نہیں کہ یہ زخم ابتدا ہی سے مہلک تھا۔ لاش
واشنگٹن میں لیجا کر ۲۶ر ستمبر کو لیک ویو کے قبرستان میں دفن کیگئی۔ اسکی قبر پر بعد میں
چندہ سے ایک عظیم الشان یادگار قائم کیگئی۔ گوئیٹو قاتل بعد تحقیقات ۳۰ر جون ۱۸۸۲ء
کو پھانسی دیا گیا۔ گارفیلڈ اپنے پیچھے بیوہ اور تین بچے چھوڑ گیا تھا۔ گارفیلڈ کے مرنے
کے بعد اہل امریکہ نے اسکے کنبہ کی پرورش کیلئے تین لاکھ ساٹھ ہزار ساورن بذریعہ
چندہ فراہم کئے۔ اور قرار پایا کہ جب تک مسز گارفیلڈ زندہ رہے، اس رقم کا سود
کنبہ کی پرورش کیواسطے دیا جائے۔ اُسکے انتقال پر اصل رقم تینوں بچوں پر بحصہ
مساوی تقسیم کردیجائے۔

ہوریس گریلی

اخبار نویس

ہوریس گریلی کی طفولیت میں کسیکو بھی اس بات کا وہم وگمان تک نہ تھا کہ یہ بڑا ہوکر گزشتہ اور موجودہ زمانے کے اخبارنویسوں سے گوے سبقت لیجائیگا۔ یہ ۳ فروری ۱۸۱۱ء کو امہرسٹ میں پیدا ہوا۔ اسکے والدین جو سکاچ آئرش نسل کے تھے۔ نہایت افلاس اور غربت میں زندگی کے کڑوے کسیلے دن بسر کر رہے تھے کہ یہ نئی روح عالم وجود میں آئی۔ اسکا باپ زکریاس گریلی ایک چھوٹے سے کھیت کا مالک تھا جس سے اسکے خاندان کی بمشکل پرورش ہوسکتی تھی۔ ہوریس بذاتِ خود ایک ضعیف اندام، نازک اور دائم المریض بچہ تھا کسیکو خیال نہ تھا کہ یہ عوارض کا تختہ مشق لڑکا دورِ شباب تک زندہ رہ سکیگا۔ باوجود اسکے طبیعت اس بلا کی ذہین پائی تھی کہ ابھی اچھی طرح بولنا بھی نہ سیکھا تھا کہ کتابوں سے حرف اٹھانے لگا۔ گویا طاقتِ گفتار اور پڑھنے کی قابلیت ایک ہی وقت میں اسمیں نمودار ہوئی تھیں۔ کتب بینی اسکا دلچسپ شغل تھا۔ ہوریس کے متمول رشتہ دار خوشی سے اسکے کالج کی تعلیم کے اخراجات ادا کرنے پر تیار تھے، مگر اسکے والد نے انکی یہ فیاضی شکریہ سے نامنظور کردی۔ ہوریس دس سال کا تھا جب اسکے والد کی اراضی قرضہ کی وجہ سے نیلام ہوگئی، اور مصیبت زدہ کنبہ ورسٹ ہیون میں نقل مکان کرنے پر مجبور ہوا۔ واقعات کی نیرنگی اور زمانہ کی بوقلمونی سے ہوریس کو اخبار ناردرن سپکٹیٹر کے دفتر میں ایک ادنی درجے کی ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ اخبار مذکور قریب ایک گاؤں سے شایع ہوتا تھا چار سال میں یہ نہ صرف پریس کے کام سے بخوبی واقف ہوگیا بلکہ اخبار کے ایڈیٹوریل کالموں میں بھی کم وبیش امداد دینے لگا۔ اسکے ساتھ ہی اسنے اپنا مطالعہ برابر جاری رکھا۔ اور دیہاتی مدرسہ کے کلب مناظرہ کا سرغنہ بنگیا۔ اسکی تقریریں پولیٹکل اعداد وشمار کے لحاظ سے نہایت بیش قیمت متصور ہوتی تھیں۔ اسکے والدین وسٹ ہیون کو

ہوریس گریلی
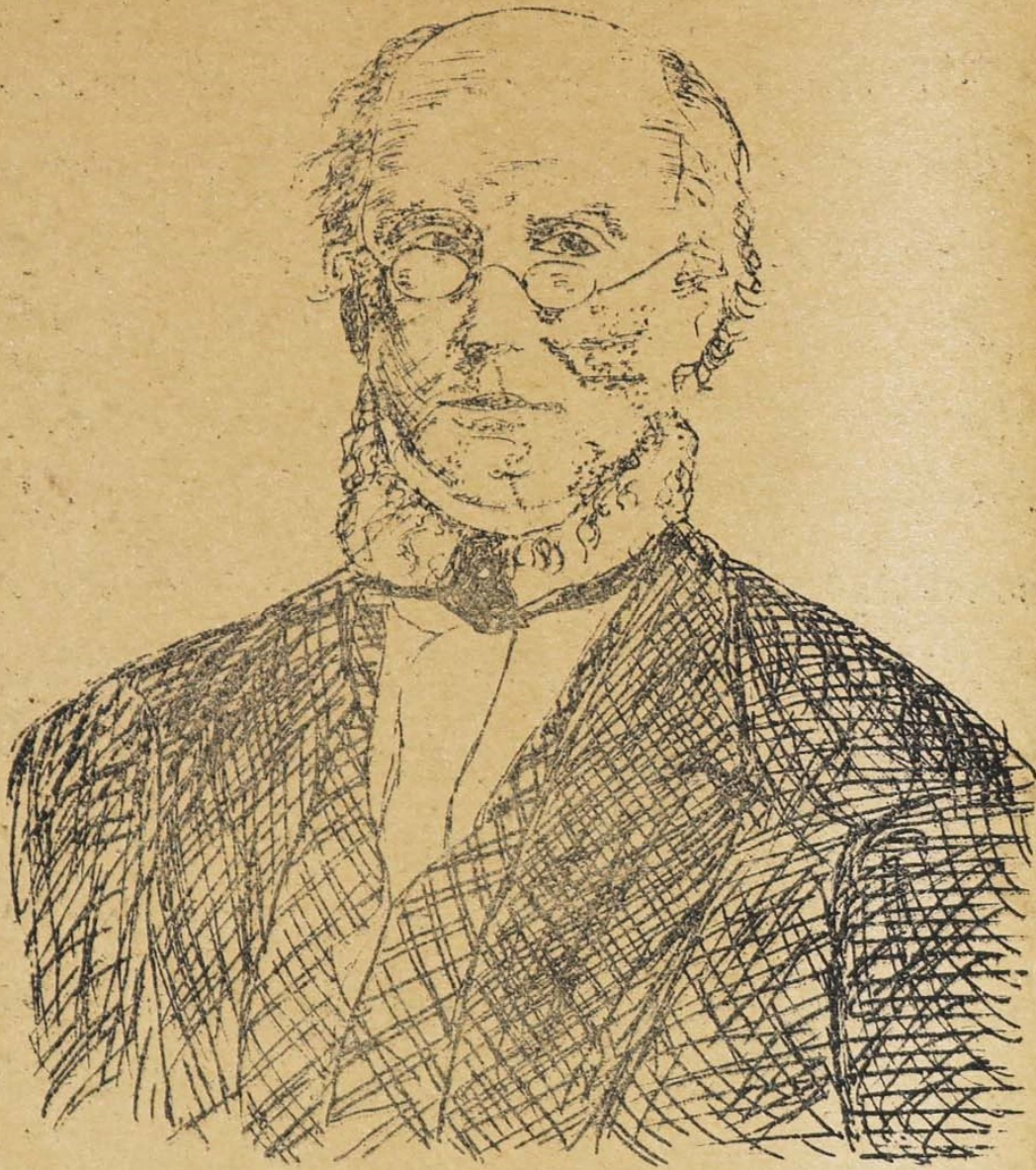
چھوڑکر اری پر میں جابسے۔ ہوریس کو ماں باپ سے ایسی محبت تھی کہ وہ ورمنٹ سے اُن کے ملنے کیلئے دو مرتبہ اری پر کو پیدل گیا۔ سنہ ۱۸۳۰ء میں نارد ون سٹیکٹیٹر بند ہوگیا چیمز ٹاؤن۔ لوڈی ان۔ دائی اور اری پر میں مختلف کاموں میں مشغول رہنے کے بعد سنہ ۱۸۳۱ء میں یہ نیویارک چلا گیا۔ اسوقت اسکی جیب میں دس ساورن تھے۔ اسے ایک چھاپہ خانہ میں عہد نامہ جدید نہایت باریک ٹائپ میں کمپوز کرنے کیواسطے نوکر رکھ لیا گیا۔ عہد نامہ مذکور کے نوٹ متن سے بھی زیادہ باریک ٹائپ میں کمپوز کئے جانے کو تھے۔ اس کام میں اور کوئی شخص اسے امداد دینے کے قابل نہ تھا۔ چودہ گھنٹے روزانہ کام کرکے آخرکار اسنے یہ کام درجہ تکمیل کو پہنچایا۔ مطبع کی طرف سے اسے چھ ساورن فی ہفتہ تنخواہ دیجاتی تھی۔ اسکے بعد وہ کچھ عرصہ تک دیگر مطابع میں ملازمت کرتا رہا۔ سنہ ۱۸۳۳ء میں اسنے فرینسس وی سٹوری کی شراکت سے اپنا پریس جاری کیا۔ اسی مطبع سے مارننگ پوسٹ نامی ایک روزانہ اخبار نکلنا شروع ہوا جسکا مالک و ایڈیٹر ڈاکٹر ایچ۔ ڈی شیپرڈ تھا۔ یہ ملک میں پہلا روزانہ اخبار تھا۔ اسی سال فرینسس وی سٹوری دریا میں غرق ہوکر طعمۂ نہنگ اجل ہوگیا۔ اسکے جونانس وِنچسٹر ہوریس کا شریک بنا۔ سنہ ۱۸۳۴ء میں انھوں نے نیویارکر کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار نکالا جسکا اڈیٹر ہوریس تھا۔ اخبار مذکور میں مروجہ لٹریچر پر بحث کرنے کے علاوہ واقعات پر رائے زنی کیجاتی تھی۔ اس پرچہ نے صحیح پولیٹکل اعداد و شمار کی وجہ سے ملک میں اچھی شہرت حاصل کی۔ نیویارکر کو سات سال تک جاری رکھنے کے بعد جبکہ اسکی اشاعت دس ہزار تک پہنچگئی تھی۔ مالی فائدہ نہ ہونے کیوجہ سے بند کردیا گیا۔ نیویارکر کی ایڈیٹری کرنے کے علاوہ گریلی دیگر اخبارات مثلاً ڈیلی وسسی ار جیفر سونین میں بھی مضامین لکھا کرتا تھا۔ موخر الذکر ہفتہ وار اخبار البنی میں شایع ہوتا تھا۔ بستمبر سنہ ۱۸۴۰ء میں یہ ایک پولیٹکل پرچہ لاگ کیبن (چوبی کمرہ) کا اڈیٹر و پبلشر ہوا۔ اس پرچے کی غرض و غایت یہ تھی کہ جنرل ہیریسن کے پریسیڈنٹ منتخب کئے جانے پر زور دیا جائے۔ گویا یہ جنرل موصوف کا حمایتی پرچہ تھا۔ اسکی اشاعت تھوڑے ہی دنوں میں اسی ہزار تک پہنچگئی اور لاگ کیبن

کی بدولت ہوریس کی مضمون نگاری اور پولیٹکل گرمجوشی کا سکہ تمام امریکہ میں بیٹھ گیا
۱۰ اپریل ۱۸۴۱ء کو اسنے ٹربیون کا پہلا نمبر نکالا۔ یہ ایک چھوٹا سا پرچہ تھا جو
بازاروں میں ایک سنٹ پر فروخت ہوتا تھا۔ ابتدا میں یہ تن تنہا ٹربیون کا مالک
پبلشر اور چیف ایڈیٹر تھا۔ مگر کچھہ دنوں کے بعد ہوریس نے ٹامس ملراتھہ کو اس کام
میں اپنا شریک بنا لیا۔ جسنے چھاپنے کا کام اپنے متعلق کر لیا اور ایچ۔ جے۔ رلینڈ نے
ٹربیون کی اسسٹنٹ ایڈیٹری سنبھالی۔ اسی سال کے موسم خزاں میں ہفتہ وار
ٹربیون بھی جاری کر دیا گیا۔ اسکے ساتھہ ہی نیو یارک اور لاگ کیبن بند ہو گئے۔
ہوریس نے اجراے ٹربیون کے پہلے ہی سال میں فاضلانہ مضامین سے
پبلک کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ یہ صنعتی اور سوشل اصلاحوں کا بہت بڑا حامی اور
غلامی کا سخت مخالف تھا۔ محنت پیشہ جماعتوں اور مزدوروں کی حالت سنوارنے
کے متعلق ہر ایک تجویز میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیتا تھا۔ ۱۸۴۸ء میں یہ کانگرس
میں منتخب ہوا۔ جہاں یہ ۴۔ مارچ ۱۸۴۹ء تک رہا۔ آئندہ تین سالوں میں اخبار کی
ایڈیٹری کے اہم فرائض نکمال حسن و خوبی انجام دینے کے علاوہ ہوریس امریکہ کے
بہت سے شہروں میں پھرا اسنے پولیٹکل اور دیگر مضامین پر جا بجا دوران سفر میں
کثیر التعداد لکچر دیئے۔ ۱۸۵۱ء میں ہوریس نے یورپ کی سیاحت کی ۱۸۵۵-۱۸۵۶ء
کا موسم سرما اسنے واشنگٹن میں بسر کیا۔ جہاں ریپریزنٹیٹو وسٹ نے اسوجہ سے کہ اسنے
اپنے اخبار میں اسکے کیرکٹر پر نکتہ چینی کی تھی اسپر سخت وحشیانہ حملہ کیا۔
ریپبلکن نیشنل کنونشن میں جسکا اجلاس ۱۸۶۰ء میں بمقام شکاگو منعقد ہوا تھا اسنے
امریکہ کی پریسیڈنٹی کے عہدے کیلئے لنکن کے نامزد کئے جانیکے واسطے بہت بڑی کوشش کی سول وار
کے شروع ہونے پر یہ اس بات کا موید تھا کہ اگر باشندوں کی کثرت رائے کا یہ منشا ہو کہ جنوبی
ریاستیں شمال سے علحدہ ہو جائیں تو انکو علحدہ ہو جانے دو۔ لیکن لڑائی شروع ہو جانے پر ہوریس
نے اپنی تمام ہمت شمالی گورنمنٹ کی حمایت میں صرف کر دی ۱۸۶۴ء میں مہسم
پریسیڈنٹ لنکن کے ایما سے بی وولی ٹکر اور جیکب ٹامسن سے سلسلہ صلح کی نسبت

مشورہ کرنے کیلئے کنیڈا کو گیا۔ اسی سال پریسیڈنٹ کے انتخاب میں حصہ لینے کے علاوہ فلاڈلفیا کنونشن میں بطور ڈیلیگیٹ شامل ہوا۔ اختتام جنگ پر اسنے جیفرسن ڈیوس کی ضمانت کیواسطے اپنے آپکو پیش کیا۔ جسپر ملک نے اُسکو بہت کچھ لعنت و ملامت کی سنہ ۱۸۶۹ء میں ہوریس ریپبلکن جماعت کیطرف سے نیویارک کے کنٹرولر جنرل کے عہدہ کا امیدوار بنے ہوا۔ مگر انتخاب میں کامیاب نہ ہوسکا۔ آیندہ سال نیویارک چھٹے ضلع کی جانب اسکا نام کانگریس کی ممبری کیلئے پیش کیا گیا، گو تین سو ووٹ اسکی تائید میں گزرے مگر ایس۔ ایس۔ کوکس بازی لیگیا۔ لبرل ریپبلکن پارٹی نے ہوریس کو پریذیڈنٹی کیواسطے نامزد کیا، بعد میں ڈیموکریٹک کنونشن منعقدہ بالٹیمور نے بھی اس نامزدگی کو منظور کرلیا۔ اسپر ہوریس نے ٹریبیون کی ایڈیٹری سے کنارہ کشی کرکے امریکہ کے شہروں کا دورہ کیا۔ مگر اسکی کوششیں جنرل گرانٹ کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوئیں ہوریس کی تائید میں ۲۸۳۴۰۷۹ اور گرانٹ کے حق میں ۳۵۹۷۰۷۰ رائیں گزریں اور موخرالذکر امریکہ کا پریسیڈنٹ منتخب ہوگیا۔ الیکشن کے آخری ایام میں اسے بیوی کی علالت کیوجہ سے میدان انتخاب سے کنارہ کش ہوکر بیوی کے علاج معالجہ میں مصروف ہونا پڑا۔ ہوریس کی بیوی یوم انتخاب سے چندروز پیشتر انتقال کرگئی۔ اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہوریس گریلی بھی عارضہ دماغ میں مبتلا ہوکر دنیا سے گذر گیا۔ اس کا جنازہ گو سادہ طور پر نیویارک میں اٹھایا گیا مگر نہایت موثر اور عبرت انگیز تھا۔ دس ہزار آدمیوں نے اسکا بے جان چہرہ سٹی ہال میں دیکھا۔ دفن کرنے کے وقت پریسیڈنٹ۔ وائس پریسیڈنٹ اور چیف جسٹس سپریم کورٹ کے علاوہ ملک کے ہر حصہ کے کثیرالتعداد معززین و شرفا موجود تھے۔

پِٹیر کوُپرُ
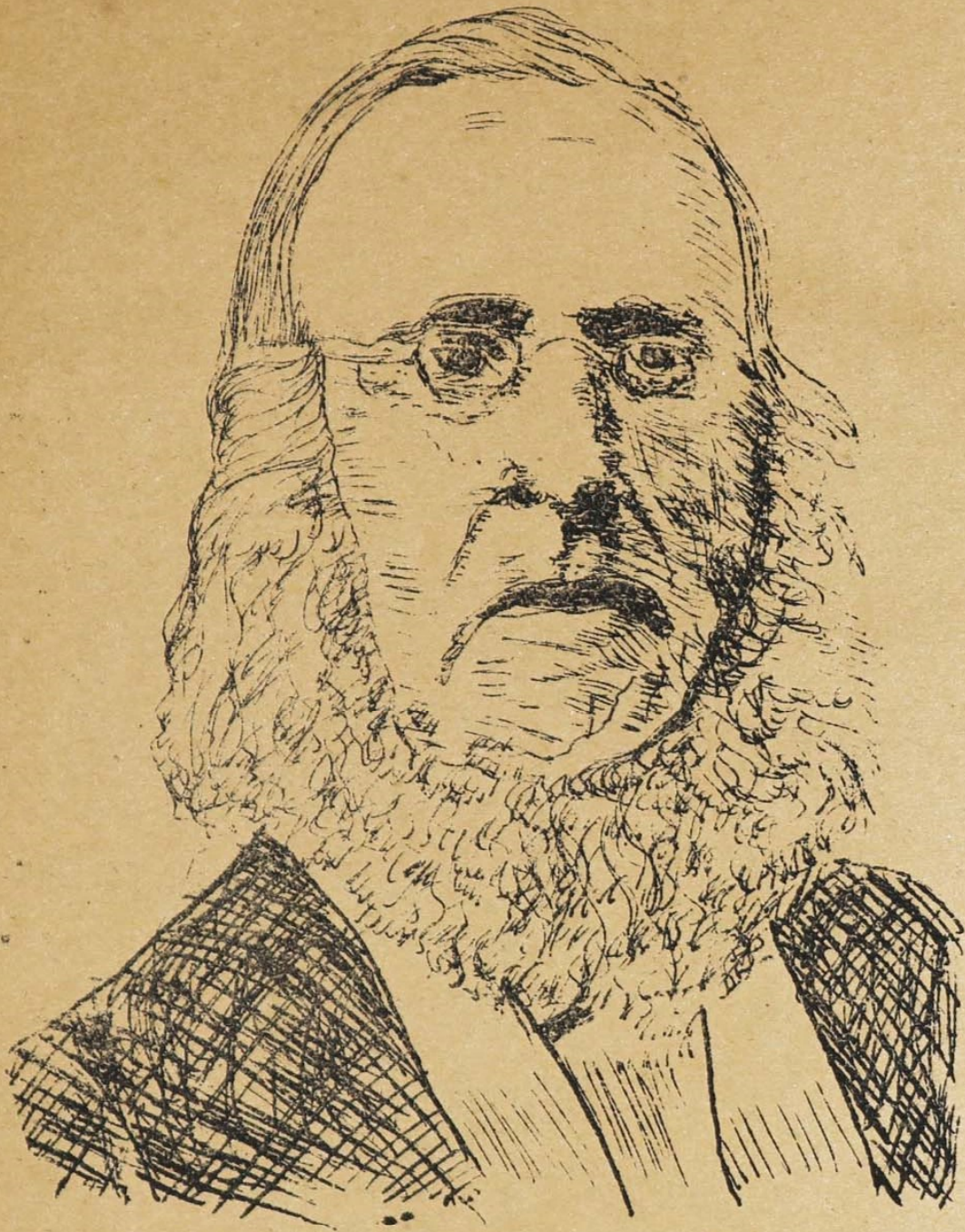
پٹیر کوپر

خیر خواہ بنی نوع انسان

پٹیر کوپر کا نام نامی و اسم گرامی خیر خواہ بنی نوع انسان ہونے کیوجہ سے ہمیشہ یادگار عالم رہیگا یہ ۱۲ فروری ۱۷۹۱ء کو نیو یارک میں پیدا ہوا تھا۔ اسکی زندگی کی ابتدائی تاریخ محنت و مشقت سے بھری سوا اور کچھ نہیں۔ ابھی بچہ ہی تھا کہ گھر کے افلاس نے اسے والد کیساتھ جو کلاہ ساز تھا، کام پر جانے کیلئے مجبور کیا۔ ریاست کے طفیل اسے صرف ایک سال تک پبلک سکول میں پڑھنے کا موقع ملا پٹیر نہایت جفاکش اور مطالعہ کا شائق تھا۔ وہ دن کو تو روزی کمانے کے شغل میں مصروف رہتا تھا رات کو چراغ کے سامنے کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ ۱۷ سال کی عمر میں یہ کوچ سازی کے ایک کارخانے میں شاگرد ہوا۔ اسکے علاوہ کپڑا قطع کرنے والی مشین کا کام سیکھتا رہا۔ پھر نجاری کے پیشہ میں لگایا گیا، مگر اس شغل کو بھی زیادہ قیام نہ ہوا۔ کئی سال تک بنیوں کیطرح نمک تیل بیچتا رہا۔ آخر کار یہ کوئلہ اور ابرق کے کارخانے میں بطور شاگرد کے داخل ہوا۔ بعد میں رولنگ اور تار کی ملوں کی بنیاد ڈالی۔ جہاں اسنے پہلی مرتبہ کامیابی سے انتھراسائیٹ کا آہنی رولنگ پر استعمال کیا۔ ۱۸۴۵ء میں یہ اپنی مشین کو ٹرنٹن نیو جرسی میں لے گیا۔ یہاں اسنے بہت بڑا رولنگ مل قائم کیا جو عظمت و شان اور وقعت میں امریکہ میں اپنا آپ نظیر تھا، اس میں ریلوے لائنوں کے لئے لوہے کی سلاخیں تیار کیجاتی تھیں۔ اسکے بعد اس نے اپنے دماغ سے ایک قسم کا لوکوموٹو انجن بنایا۔ جسنے بالٹیمور اور اوہیو میں خاطر خواہ کام دیا۔ علاوہ بریں اسنے تار برقی کو وسعت دینے میں بھی اپنی کوششوں کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ یہ کونسل شہر کی دونوں شاخوں کا ممبر تھا، اور محنت پیشہ جماعتوں کو تعلیم دینے اور انکی حالت کے سدھارنے کا خیال ہر وقت اسکے نصب العین رہتا تھا۔ چونکہ یہ خود دیہاتی

سکول میں تعلیم پا چکا تھا۔ اس لئے وہ جلد اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ عام سرکاری مدارس طلباء کو صنعتی تعلیم دینے کے ناقابل ہیں۔ چنانچہ اس نقص کو دور کرنے کیلئے اسنے نیویارک میں "کوپر انسٹیٹیوٹ" کے نام سے ایک صنعتی کالج قائم کیا۔ اسکی عمارت پون ملین ڈالر کے صرف سے تیار ہوئی۔ اسمیں وہ عطیات داخل نہیں جو بعد میں اس کالج کو ملے۔ اس انسٹیٹیوٹ کے قائم کرنے سے پیٹر کوپر کا یہ منشاء تھا کہ محنتی گروہ آسانی سے وہ صنعتی تعلیم حاصل کر سکے جس سے ابتدائے عمر میں باوجود کمال شوق محروم رہا تھا۔ انسٹیٹیوٹ مذکور کو نیویارک کی محنتی جماعت کی حالت کے سُدھارنے کیلئے عالم وجود میں لایا گیا تھا۔ اسمیں ہر قسم کے سوشل اور پولیٹکل سائنس کی تعلیم دیجاتی ہے مفید پیشوں کے سائنس کے علاوہ علوم و فنون کے اُن صیغوں کا بھی درس دیا جاتا ہے جو بنی نوع انسان کی حالت اور قابلیت کو ترقی دے سکیں اس انسٹیٹیوٹ میں ہر سال ہزاروں لڑکے اور لڑکیاں تعلیم پانے کیلئے آتی ہیں۔ جنکو انجینیرنگ اور دیگر پیشوں کی تعلیم دیجاتی ہے۔ اسکا سالانہ خرچ ستر ہزار ساورن سے زیادہ ہے +

۱۸۔ مئی ۱۸۷۶ء کو گرین بیک پارٹی نے جس سے پیٹر نے تعلقات رکھتا تھا پیٹر کوپر کو امریکہ کی پریسیڈنسی کیلئے نامزد کیا آیندہ الیکشن میں پیٹر نے ایک لاکھ ووٹ حاصل کئے۔ ۴۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو شہر نیویارک میں اسکا ۹۲ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ اسکے جسمانی قواء نہایت مضبوط تھے اور خود بھی بڑا جفاکش تھا۔ اپنی عمر کے آخری سالوں میں زندگی کے گزشتہ حصے کیطرح یہ خیراتی اور رفاہ عام کے کاموں میں مصروف رہا +

ڈیوڈ گلاسکو فراگوٹ

جو جہاز کی ایک ادنیٰ ملازمت سے امیر البحری کے عہدہ پر ترقی یاب ہوا

فراگوٹ کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ طبعاً جان جوکھوں اور خوف و خطر کے مقامات میں کود پڑنے کا خواہشمند تھا، گویا قدرت نے اسے ہولناک پیچیدگیوں کے سلجھانے اور میدانِ کارزار و جنگ و جدل میں زندگی بسر کرنے کیلئے پیدا کیا تھا۔ ماں کیطرف سے اگرچہ ایک بہادر اور شجاع سکاچ خاندان کی یادگار تھا، تو اسکے والد کا سلسلہ نسب اُس مشہور ہنر آزما ڈوم پیڈرو فراگوٹ فاتح مجوارکا تک پہنچتا تھا، جسکی ہمتِ مردانہ کی تعریف و توصیف میں شعراء کے اشعار اب تک زبان زد خواص و عوام چلے آتے ہیں۔ ڈیوڈ فراگوٹ کمبل سٹیشن (متصل اکرو ولی ٹن) میں پیدا ہوا تھا۔

گیارہ سال کی عمر میں اسنے بطور شپ مِین (ادنی ملازم جہاز) صیغۂ بحر میں ملازمت اختیار کی۔ مشہور جہاز ایسکس پر جس نے انگریزی جہاز البرٹ کے گرفتار کرنے کی ناموری حاصل کی تھی، ڈیوڈ نے پہلی مرتبہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنیکا موقع پایا۔ ۲۸ مارچ ۱۸۱۴ء کو ضلع والپریسو میں جو جنگ ہوئی تھی جسمیں امریکن جہازات نے اپنے آپکو دشمن کے سپرد کر دیا تھا۔ اُسمیں ڈیوڈ موجود تھا۔

کم سنی و اوائل عمری میں اسکی خدمات ایسی قابلِ قدر تصور کیگئیں کہ کمانڈر پورٹر نے اپنی رپورٹ میں اُنکا ایک ایک کرکے بالتفصیل ذکر کیا اور افسوس سے لکھا کہ ڈیوڈ فراگوٹ اسقدر کم سن ہے کہ اسے ترقی نہیں دیجا سکتی۔ پورٹر کی ماتحتی میں ڈیوڈ نے بحری قزاقوں کی جماعت پر بھی حملہ کیا۔ جنھوں نے اس کرز کو بہمہ وجوہ مضبوط و مستحکم کرکے اپنا ملجا و ماوا بنا رکھا تھا۔ بارہ گھنٹوں کی سخت لڑائی کے بعد قزاقوں کو شکست فاش ہوئی۔ پورٹر نے غارتگروں کا ایسا قلع قمع کیا کہ آئندہ کیلئے جزائر غرب الہند میں بحری قزاقی کا نام و نشان تک مٹ گیا۔
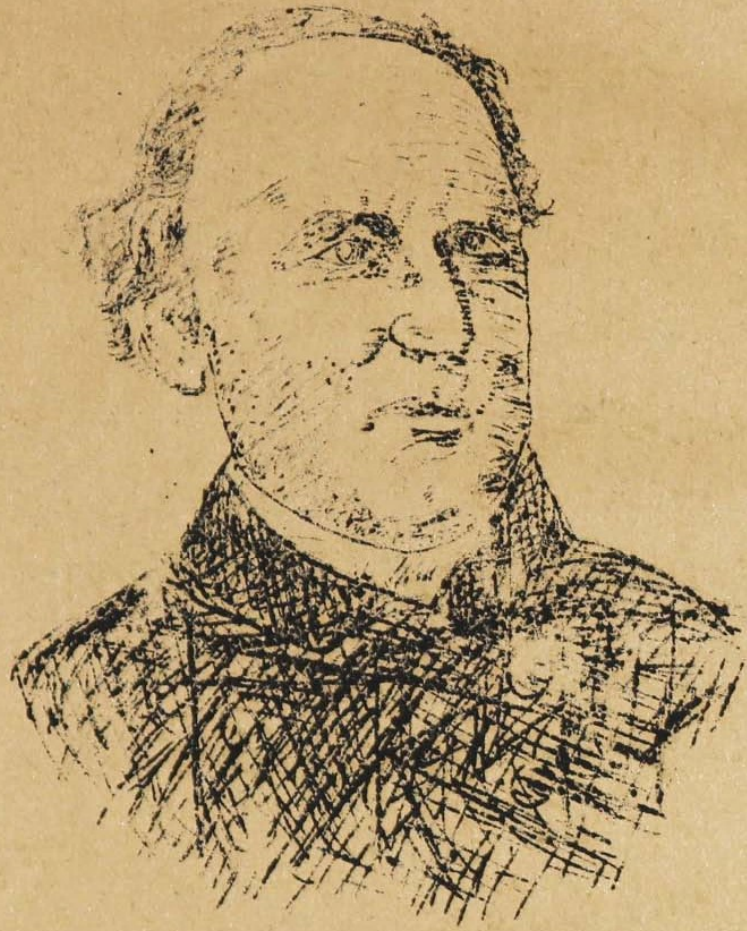
ڈیوڈ گلاسکو فراگوٹ

اس واقعہ کے چالیس سال بعد ڈیوڈ فراگوٹ خاموشی سے بحری صیغہ میں فرائض منصبی ادا کرتا اور فراست اور درجہ کے لحاظ سے باقاعدہ ترقی حاصل کرتا دیکھا جاتا ہے ۱۸۲۵ء میں کمیشنڈ لفٹنٹ ۱۸۴۱ء میں کمانڈر اور ۱۸۵۵ء میں کپتان کے عہدے پر سرفراز ہوا۔ اسکی عمر ساٹھ سال کی تھی کہ امریکہ میں خانہ جنگی کا آغاز ہوا اور اہل ملک نے اسے جنگی خدمات کیواسطے طلب کیا۔ گو یہ بوڑھا ہو چکا تھا مگر اسکے جوش و ولولہ سپہگری میں ذرا بھی فرق نہیں آیا تھا۔ ورجینیا کے بغاوت اختیار کرنے کے زمانے میں یہ نارفوک میں رہتا تھا، گو جائے سکونت و پیدائش اور بیوی کے تعلقات کی وجہ سے اسے جنوب کی باغی ریاستوں کی رفاقت پر کمربستہ ہونا چاہئے تھا مگر ملک کی محبت ان تمام رشتوں اور ذاتی تعلقات پر غالب آگئی اور یہ فوراً واشنگٹن کو روانہ ہوا جہاں گورنمنٹ نے اسے اُن بیڑہ جہازات کی افسری عطا کی جو نیواورلینس پر قبضہ کرنے اور دریائے مسیسپی کی راہ کھولنے کیلئے بھیجا جانیوالا تھا۔ دو ہفتوں سے بھی کم عرصہ میں فراگوٹ جہاز ہارٹ فورڈ میں سوار ہو کر منزل مقصود کو روانہ ہوا۔ خلیج میکسیکو میں پہنچکر اسنے تمام ساحل کا محاصرہ کر لیا اور خود چند جہاز ہمراہ لیکر مسیسپی میں داخل ہوا۔ ایک ہفتہ تک بعد اسنے اُن قلعجات پر گولہ باری کی جو دریا کے دہانہ پر واقع تھے۔ لیکن دشمن کو روز بروز کمک پہنچتی جاتی تھی اور وہ اپنے مورچوں کو مضبوط کئے چلا جاتا تھا ۲۴ اپریل کی شب کو فراگوٹ اپنے سکواڈرن کو مجتمع کر کے کمال جوانمردی سے ایسی سخت آتش فشانی میں جسکا ابتک کسی خوفناک سے خوفناک بحری لڑائی میں بھی تجربہ نہ ہوا ہوگا۔ دشمنوں کے قلعوں کی زد سے بچکر آگے نکل گیا۔ راہ میں اسنے ایک مخالف بیڑے کو (جو بیس مسلح سٹیمروں چار زرہ پوش کلون جنمیں سے ایک چار ہزار ٹن وزنی تھی اور دیگر بہت سی آتش فشاں کشتیوں پر مشتمل تھا) تباہ و برباد کر دیا۔ نیواورلینز کے نیچے دریا کے دونوں کناروں پر جو خوفناک توپخانے نصب تھے اُنکو بھی خاموش کر دیا گیا۔ دوسرے روز دوپہر کے وقت فاتح امیرالبحر نے نیواورلینس کے سامنے جہازوں کا لنگر ڈالا۔ اسکے بعد وکسبرگ روانہ ہوا۔ گو دشمنوں کی ناکہ بندی سے یہ اپنے جہازات کو نکال لیگیا، مگر راستہ میں مسیسپی کا سکواڈرن مزاحم ہوا۔ بری اسپاہ نہ ہونے کیوجہ سے اس کی سرتوڑ

کوششیں مفید ثابت نہ ہوئیں اور اسے اپنے جہازوں کے شکستہ ریخت کی مرمت کرانے کیلئے پنساکولا کو لوٹ آنا پڑا۔ پریسیڈینٹ کی تحریک پر کانگرس نے فراگوٹ کے کارہائے نمایاں کا شکریہ ادا کیا۔ اور چند روز کے بعد اس کو ریرایڈمیرل کا عہدہ عطا ہوا +

۱۸۶۲ء کے موسم خزاں میں اسکے سکواڈرن نے کارپس کرسٹی یمرہ سابئن اور گال وسٹون کو فتح کرلیا۔ مارچ ۱۸۶۳ء میں فراگوٹ دوبارہ وکسبرگ پر حملہ آور ہوا۔ مگر دشمن ایسے سخت مقابلہ سے پیش آئے کہ فراگوٹ صرف دو جہازوں ہارٹ فورڈ اور البرٹروس کو دشمن کے توپخانے کی زد سے آگے دکالکرلیجا سکا۔ ان دونوں جہازوں اور مٹھی بھر سپاہیوں کو لیئے وکسبرگ جا پہنچا جہاں اسنے فرامیسیپی کے بیڑہ جہازات اور جنرل گرانٹ کی سپاہ سے رسل و رسایل کا سلسلہ وا کیا +

آیندہ موسم گرما میں اسنے موبائل پر چڑھائی کی۔ دشمنوں کے زرہ پوش بیڑے کو شکست دینے کے بعد قلعجات مورگن اور گینیس پر قبضہ کرلیا۔ یہ لڑائی ایسی اہم نتیجہ خیز اور باوقعت تھی کہ کانگرس نے مکرر فراگوٹ کا شکریہ ادا کیا اور اسے وائیس ایڈمیرل کے عہدہ پر ترقی دی مگر قوم نے اس عزت افزائی پر اکتفا نہ کی اور اسنے اپنے ہیرو کو آخرکار امیرالبحر بنا کر چھوڑا +

دوسرے سال فراگوٹ فرینکلن فریگیٹ میں سوار ہوکر بروک لین پہنچا اور یوریبین سکواڈرن کی کمان لی۔ جہاں یہ گیا بڑے اعزاز سے اسکا استقبال ہوا۔ اور لوگ اسے "امریکہ کا نیلسن" کہتے تھے۔ خدمات وملکی میں محنت شاقہ سے اسکی صحت جادہ اعتدال سے منحرف ہو چکی تھی۔ چنانچہ ۱۴۔ اگست ۱۸۷۰ء کو پورٹسموتھ کے بحری احاطہ میں امریکہ کا یہ شیر رحلت فرمائے عالم بقا ہوا۔ اور اسکی لاش وڈلان میں دفن کی گئی۔ اور وہیں کے گرجے میں اسکے اعزاز میں ایک کتبا لکھکر نصب کروادیا گیا۔ فراگوٹ مذہب کے لحاظ سے ایک پاک نفس اور صادق العقیدہ عیسائی تھا۔ گو یہ رزم میں شیر کی طرح بہادر تھا۔ مگر اسکے ساتھ ہی انتہا درجے کا رقیق القلب بھی تھا کسیکی مصیبت و تکلیف اس سے دیکھی نہ جاتی تھی۔ اسکی پچاس سالہ ملکی اور قومی خدمت اور شاندار ترقی واعزاز موجودہ اور آیندہ نسل کے نوجوانوں کیلئے ایک مفید سبق ہے +

تھامس الوا اڈیسن

برقی موجد

امریکہ کا یہ نامور موجد ۱۱ فروری ۱۸۴۷ء کو میلان (اوہیو) میں فلاکت زدہ والدین
کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔ یہ کئی بچوں میں سے ایک تھا۔ اور ان سب نے صرف اپنی والدہ سے
جو ایک سکول کی معلمہ رہ چکی تھی تعلیم حاصل کی۔ خاندان نے کچھ دنوں بعد پورٹ
ہورون مچ میں نقل مکان کیا۔ اور اڈیسن بارہ سال کی عمر میں گرینڈ ٹرنک ریلوے پر
بطور خدمتگار ملازم ہوا کمسنی ہی سے اسے علم کیمیا (کیمسٹری) کے رازوں کے دریافت
کرنے کا شوق تھا۔ اڈیسن نے کیمیائی تشریحات کا نہایت غور سے مطالعہ کیا۔
علاوہ بریں اسنے مالگاڑی میں ایک اخبار چھاپنا شروع کیا۔ تار برقی اور ٹیلیگراف سے
یہ غیر معمولی دلچسپی رکھتا تھا۔ چنانچہ اڈیسن نے دو بھاری سی باٹریاں بنائیں۔ جنکے
ذریعہ سے یہ اپنے والد کے اور ہمسایوں کے گھروں کے مابین خبریں بھیجا کرتا تھا
اسے بذریعہ تار برقی ٹرین سے بھی پہلے جنگی خبریں پہنچانے کا خیال سوجھا۔ اسطرح
نہ صرف اخبار کی اشاعت بڑھ گئی بلکہ یہ بھی تار برقی کے بہت سے آلات سے واقف
ہو گیا۔ ایک سٹیشن ماسٹر نے جسکے لڑکے کو اسنے متحرک ٹرین کے آگے سے ہٹا لینے
سے گویا اپنے آپ کو معرض خطر میں ڈالکر اسکی جان بچائی تھی، اڈیسن کو تار برقی
کا کام سکھلایا۔ اسکے بعد اڈیسن امریکہ و کناڈا کے متعدد دفتروں میں ملازمت
کرتا رہا۔ ۱۸۶۴ء میں اسنے پہلی مرتبہ دوہری تار برقی کے بارے میں تجربے کئے، مگر
ابتدائی ناکامیوں میں شکستہ دل ہو کر اسنے کچھ عرصے کیلئے اسکو ترک کر دیا۔
اس اثناء میں اڈیسن نے کئی ایک چھوٹی چھوٹی ایجادیں کیں۔ ۱۸۶۹ء میں گولڈ
اسٹاک ٹیلیگراف کمپنی کا ایڈیکیٹر ٹوٹ گیا۔ اڈیسن نے اسکی مرمت کا بیڑا اٹھایا۔
اسطرح کمپنی مذکور کے مینیجروں سے اسکی شناسائی ہو گئی جس پر اسکی آئندہ کامیابی کی
بنیاد پڑی۔ اڈیسن اس کمپنی کو طلاء اور ذخائر کے اقتباسات بذریعہ تار

تھامس الوا ایڈیسن

چھاپنے کی تجویز بنائی۔ یہ تدبیر جیسی اعلیٰ درجے کی مفید تھی ویسی ہی اڈیسن کو نامُوری بھی حاصل ہوئی کمپنی مذکور اور ویسٹرن یونین ٹیلیگراف کمپنی نے بالاتفاق معقول معاوضے پر اس بارہ میں اسکی آئندہ ایجادات کا حق خرید لیا۔ اڈیسن نے نیویارک میں ایک عظیم الشان کارخانہ قائم کیا جو بعد میں منلو پارک کو منتقل ہوا۔ چودہ سال یعنی ۱۸۷۶ء سے ۱۸۹۰ء تک اڈیسن نے یکے بعد دیگرے بہت سی مفید ایجادیں کیں۔ جنمیں سے تار برقی کی اصلاحات۔ برقی روشنی۔ فونوگراف اور میگافون قابل الذکر ہیں برقی روشنی کا مکمل سسٹم اڈیسن نے پہلی مرتبہ منلو پارک میں دسمبر ۱۸۷۹ء میں دکھلایا تھا۔ جبکہ سات میل زمین دوز کنڈکٹر استعمال کرنے کے علاوہ نصف میل کے رقبہ پر بارہ سو لمپ روشن کئے گئے تھے۔ اب یہ روشنی دنیا بھر میں پھیل گئی ہے۔ اس کتاب کے چھپنے کے وقت یعنی ۱۹۰۰ء تک اڈیسن امریکہ میں حی القائم موجود ہے، اور ہر روز منلو پارک کی لیبوریٹری (کمرہ آلات کیمیا) میں دیکھا جاتا ہے۔ پرہیزگاری، دوراندیشی اور جفاکشی نے اسے موجدانِ زمانہ کا لیڈر اور سرگروہ بنا دیا ہے، اور اب بھی اسکے دماغ میں ایسے عجیب و غریب الہام ہوتے ہیں جنکا کسی فردِ بشر کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا ✢

الیاس ۂو

موجد

سینے والی مشین کا موجد ایک کسان اور پنہارے کا لڑکا تھا اور ۹۔ جولائی ۱۸۱۹ء کو
سپنسر ہاس میں پیدا ہوا تھا۔ سولہ سال کی عمر تک اسکی یہ کیفیت رہی کہ گرمیوں میں والد
کے ساتھ کھیت اور چکی پر کام کرتا اور سردیوں میں ضلع سکول میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔
یہاں سے یہ لوول کو گیا، جہاں اسنے ایک روئی کے کارخانے میں ملازمت اختیار
کی۔ ایک روز سینے کی کل کی ایجاد کے امکان پر اسنے اپنے آقا اور ایک متمول سوداگر
کی گفتگو اتفاقیہ سن لی۔ دولتمند تاجر نے کہا کہ اس قسم کا اختراع ناممکن نہیں، اور
میں اسکے موجد کو زر کثیر دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ الیاس کو یہ الفاظ مدت العمر
کبھی فراموش نہیں ہوئے۔ ۲۱ سال کی عمر میں جبکہ یہ نو ساورن ہفتہ وار کماتا تھا،
اسنے شادی کرلی، اور تھوڑے ہی عرصے میں تین بچوں کے باپ ہوجانے سے
ایک اچھے خاصے کنبہ کا بوجھ اسکے سر پر آپڑا۔ یہ اسوقت ریلوے لائن پر بطور انجن
ڈرائیور کے کام کرتا تھا، اور علالت کی وجہ سے نہایت کمزور و ناتوان تھا۔ سینے والی
مشین کی نسبت گفتگو اسے بھولی نہ تھی۔ دن کے فرصتی گھنٹے بالخصوص رات
کا زیادہ تر حصہ اس کل کی ایجاد کے طریقوں پر غور کرتے گزرجاتا تھا آخر کار جوئندہ
یابندہ کے مصداق ۱۸۴۵ء میں اسنے اس قسم کی پہلی مشین تیار کی اور کپڑوں کے
دو جوڑے اسکے ذریعے سے سیئے گئے۔ الیاس نے بوسٹن میں اسکی نمائش کی اور
خود کپڑے سیکر لوگوں کو دکھلائے۔ مگر اسکی قیمت جو تین سو ساورن سے کم نہ تھی
اس کل کے رائج و عام طور پر استعمال کیئے جانے کے خلاف تھی۔ اس ایجاد کو رجسٹری
کرانیکے بعد یہ انگلستان گیا۔ وہاں اس کل کو مقبول عام بنانے کی کوشش میں
اسنے دو سال بیفائدہ صرف کیئے۔ مجبور ہو کر نہایت تنگی، فاقہ مستی اور تباہ حالت
میں امریکہ کو واپس آیا۔ بیوی ان مصیبتوں کی زیادہ متحمل نہ ہوکر عارضہ دق سے فوت

الیاس ہو

ہوگئی ۔ رہے بچے، انکو باپ کیساتھ فاقوں پر فاقے گزرتے تھے ۔ امریکہ میں آکر معلوم ہوا کہ کارخانہ داروں نے اسکی رجسٹری شدہ ایجاد کے حق کو توڑکر ناجایز طور پر سینے کی کلیں بنا کر بیچنی شروع کردی ہیں ۔ ایک متمول دوست کی امداد سے اسنے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا، اور ایک سال کی مقدمہ بازی و تگ و دو کے بعد آخر حق بہ حقدار رسید کے مصداق ۱۸۵۴ء میں اسے کامیابی نصیب ہوئی ۔ بس پھر کیا تھا ۔ دفعتہً کایا پلٹ گئی ۔ وہی موجد جو پہلے ٹکڑوں کو محتاج تھا اپنی ایجاد کردہ کل کے زمانہ میں مروج ہوتے ہی امیر کبیر بنگیا ۔ چنانچہ اسکی دولت کا اندازہ تیس لاکھ سا ورن کیا جاتا تھا اور اسکی یہ ایجاد لکھو کھا ڈالر کی سالانہ یافت رکھتی تھی ۔ امریکہ کی خانہ جنگی میں الیاس ہو سفارہم کنیکٹیکٹ والنٹیرز میں بطور سپاہی کے بھرتی ہوا، اور فوجی خدمات کے صلہ میں کراس آف دی لیجن آف آنر اور متعدد تمغے حاصل کئے ۔ ایکمرتبہ رجمنٹ مذکور کی تنخواہ ادا کرنے میں کچھ دیر ہوئی تو اسنے بقدر ضرورت روپیہ اپنے پاس سے دیدیا ۔ ایسی دانائی ۔ ہمت عالی اور استقلال کا مزہ اٹھانے کیلئے زیادہ عرصے تک زندہ نہ رہا ۔ ۳ ۔ اکتوبر ۱۸۶۷ء کو ۴۸ سال کی عمر میں اسے بروک لین میں داعیٔ اجل کو لبیک کہنا پڑا ۔

جارج لا

امریکہ کا ایک نامور دولتمند

جارج لا جسکا دریائے ہارلم پر بنایا ہوا بلند پل ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا، اور جو بجائے خود دنیا کا ایک خوشنما اور دیانتداری سے تعمیر کیا ہوا پل ہے۔ ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۰۶ء کو "جکیسن و اشنگٹن" نیویارک میں پیدا ہوا تھا۔ یہ ایک زمیندار کا لڑکا تھا، اور ایک دیہاتی اسکول میں اسنے برائے نام تعلیم حاصل کی تھی۔ بچپن میں لا نے "ولیم رے" کی سوانحعمری پڑھی تھی، جو گو ایک غریب لڑکا تھا مگر اسنے گھر سے باہر نکلکر خوب دولت کمائی، اور آخر ایک نامور شخص بنگیا۔ اس سوانحعمری کا لا کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اٹھارہ سال کی عمر میں والدین سے رخصت ہو کر چالیس ساورن کے سرمایہ کیساتھ اسنے وطن کو الوداع کہکر ٹرائے کا راستہ لیا۔ جہاں بطور مزدور کے اسے کام ملگیا۔ چند ماہ میں اسنے معماری سیکھ لی، اور مثل معمار کے کام کرنے لگا۔ اسی حالت میں وہ باوقات فرصت ڈیول کی تصنیف کی ہوئی کتاب ریاضی۔ مارس کے جغرافیہ اور دیگر مفید و علمی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا تھا زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ لا نائب ٹھیکہ دار ہوگیا۔ پھر خود اجارے لینے لگا۔ تیس سال کی عمر میں آسودہ و خوشحال ہو کر اسنے شادی کی خدانے بال بچے بھی دیئے پھر یہ اپنے وطن کو لوٹ آیا۔ یہاں اسے نہر کروٹن پر کام کے علاوہ دریائے ہارلم کی تعمیر پل کا بھی اجارہ ملگیا۔ لا نے اپنا روپیہ اور سرمایہ مفید اور منفعت بخش کاموں میں لگایا رفتہ رفتہ یہ سولہ دخانی جہازوں اور بہت سی کشتیوں کا مالک ہوگیا جو نیویارک اور بروک لین کے مابین چلتی تھیں۔ پناما ریلوے لائن کی تعمیر بھی زیادہ تر اسکی قابلیت و ہمت و استقلال کا نتیجہ ہے۔ جب ڈمی بس گاڑیوں کی جگہ ریلوے لائنیں بنائے جانیکا سوال پیدا ہوا تو اسنے بھی اس کام کو مفید سمجھکر ہشتم اور نہم میں ریلوے لائن بنوائی جسسے نہ صرف پبلک کو آرام و سہولتیں حاصل ہوئی بلکہ لا کو بھی لکھو کھا روپے کا فائدہ ہوا

جارج لا

لانے ۱۸۸۱ء میں بمقام نیویارک رحلت کی۔ اس کامیابی کا راز یہ تھا کہ تنومندی اور جفاکشی اسے آباواجداد سے ورثہ میں ملی تھی۔ نیز وہ روشن خیال ہونیکے علاوہ خواہشات نفسانی پر بھی قابو رکھتا تھا۔ یہ ایسا مستقل مزاج و باہمت تھا کہ کسی امر میں اسے ناکامی نہیں ہوئی۔ اگر مٹی کو بھی چھوتا تو سونا ہو جاتا۔

ڈانیئل ویبسٹر

ڈانیئل ویبسٹر
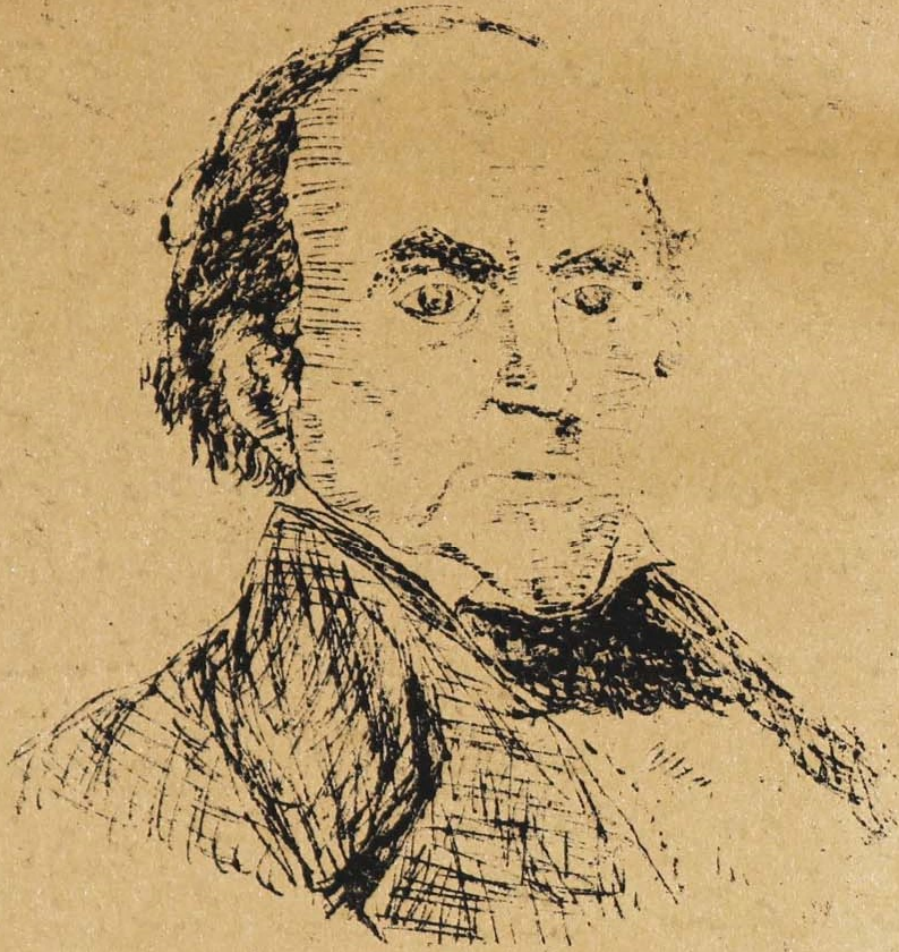
مُدبّر

ڈانیئل ویبسٹر نیوہمپشائر کے مقام سلسبری میں جو اب فرینکلن کے نام سے موسوم ہے ۱۸ جنوری ۱۷۸۲ء کو پیدا ہوا تھا۔ یہ ابنیزر ویبسٹر کا دوسرا لڑکا اُسکی دوسری بیوی کے بطن سے تھا۔ سلسبری کناڈا کی سمت میں نہایت دور دراز فاصلہ پر واقع تھا۔ چونکہ سرحدی حصوں میں مدارس بھی معمولی وادنیٰ قسم کے تھے اسلئے ویبسٹر نے زیادہ تر ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی۔ پندرہ سال کی عمر میں یہ فلپس اگزٹر اکیڈیمی میں بھیجا گیا۔ ایک سال کے بعد ڈارٹموتھ کالج میں داخل ہوا۔ طالبعلمی کے زمانہ میں ویبسٹر مدرسہ میں لڑکوں کو پڑھا کر نہ صرف ذاتی اخراجات کا کچھ حصہ ادا کرتا تھا بلکہ انتہا درجے کی کفایت شعاری سے کچھ روپیہ بچا کر اپنے بھائی ایزیکیل کو بھی جو کالج میں داخل ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا امداد دیا کرتا تھا۔ ڈانیئل گو عام طور پر مطالعہ کتب کا نہایت شائق تھا لیکن انگریزی لٹریچر سے اسکی طبیعت قدرتاً مناسبت رکھتی تھی۔ نیز اسنے قدیم زبانوں کی تحصیل میں بھی بہت سا وقت صرف کیا۔ ایکسال کے اندر ہی یہ اپنی جماعت میں سب سے گوئے سبقت لیگیا اور کالج کی سوسائٹیوں کے مباحثوں میں اسنے اعلیٰ درجے کی ناموری حاصل کی۔ ۱۸۰۱ء میں گریجویٹ ہونے کے بعد پیشہ قانون پسند کر کے اپنے والد کے ہمسائے ٹامس ڈبلیو ٹامس (جو بعد میں ہوس آف ریپریزنٹیٹو کا ممبر اور امریکہ کا سینیٹر منتخب ہوا) کے دفتر میں کام سیکھنے کیلئے داخل ہوا۔ ۱۸۰۲ء میں نو ماہ تک یہ فریبرگ اکیڈیمی کا پرنسپل رہا۔ گو اسکی تنخواہ بہت قلیل تھی۔ مگر یہ دفتر رجسٹرار کی دستاویزوں کی نقل سے اس قلت کو پورا کر لیا کرتا تھا۔ اسی اثناء میں اسنے ایک دوست کی اعانت سے اپنے بھائی کو ایک دیہاتی سکول کا چارج دلوادیا اور خود کرسٹپن گور (بعدہٗ گورنر مساچوسٹس) کے دفتر میں قانونی کتابوں کا مطالعہ کرنے لگا۔ اسنے دو سال کتب

بینی اور مساچوسٹس کی اعلیٰ عدالت وغیرہ کے فیصلوں کو غور سے پڑھنے میں صرف کیے سنہ ۱۸۰۵ء
میں بمقام بوسٹن اسے سند وکالت عطا ہوئی۔ اسی اثنا میں حکام نے ویبسٹر کو ہلزبرو کونٹی
کی عدالت کامن پلیز کی کلرکی دینی چاہی جسکی تنخواہ پندرہ سو ساورن سالانہ تھی۔
لیکن مسٹر گور کے مشورے سے اسنے یہ اسامی منظور نہ کی۔ بوسکاون میں ایک
سال وکالت کرنے کے بعد اسکو نیو ہمپشائر کی اعلیٰ عدالت میں بھی پیروی مقدمات
کی اجازت ملگئی۔ اسپر ویبسٹر نے ریاست مذکور کے دارالحکومت پورٹسموتھ میں اقامت
اختیار کی تھوڑے ہی عرصے میں اسکی وکالت نے خوب رونق پائی چند سال میں ویبسٹر کی
قانون دانی اور لیاقت کی تمام ریاست میں دھوم مچگئی۔ چونکہ فیڈرل پارٹی کے اصول
اور انکی تائید ویبسٹر کو باپ سے ورثہ میں پہنچی تھی۔ اسلیے پولیٹکل معاملات میں اسکی دلچسپی
کی کوئی انتہا نہ تھی سنہ ۱۸۱۲ء میں اعلان جنگ پر جسکی وہ فصیح و بلیغ سپیکر تھا اور
ملک کے سرگروہوں کی کانگرس میں اشد ضرورت تھی۔ ویبسٹر کانگرس کا ممبر منتخب
ہوا اور فوراً صیغہ خارجیہ کی کمیٹی کا ممبر بنایا گیا۔ ۱۰ جون سنہ ۱۸۱۳ء کو اسنے
کانگرس میں پہلی تقریر اُن ریزولیوشنوں کی تائید میں کی جو برلن اور میلان کے
معاہدوں کی منسوخی کی نسبت اسنے پیش کیے تھے سنہ ۱۸۱۴ء میں مکرر منتخب ہوکر
اسنے بنک امریکہ کے چارٹر کی تائید اور محصول جنگی کے مباحثات میں سرگرمی سے
حصہ لیا۔ اسے واشنگٹن کی سپریم کورٹ (عدالت العالیہ) میں بھی پیروی مقدمات
کی اجازت ملگئی۔ سنہ ۱۸۱۶ء میں بوسٹن میں نقل مکان کرکے سات سال تک مسلسل اسنے
قانونی کام میں مصروف رہا۔ ڈارٹموتھ کالج کے اس مشہور و معروف مقدمہ میں جو امریکہ
کی سپریم کورٹ تک پہنچا تھا۔ ویبسٹر نے اپنی مدلل اور برجستہ تقریروں کی وجہ سے بہت بڑی
شہرت حاصل کی۔ اور امریکہ کا ایک ممتاز مقنن تصور ہونے لگا۔ بعدہ فیڈرل سپریم کورٹ کے
اہم مقدمات میں اکثر اسکی روشن دماغی سے فائدہ اٹھایا جاتا رہا قوانین مساچوسٹس پر
نظر ثانی کرنے کیلیے جو کمیٹی مقرر کیگئی تھی۔ اسکا ویبسٹر بھی ایک ممبر تھا سینیٹ امریکہ میں
نامزد ہونے سے انکار کرنے کے بعد سنہ ۱۸۲۲ء میں بوسٹن میں یہ کانگرس

کا پریزیڈنٹ منتخب ہوا۔ سال آیندہ میں کانگرس میں شامل ہوکر اسنے وہ دھواں
دھار سپیچ دی جو انقلاب یونان کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تقریر ایسی موزوں اور
قابل قدر تھی کہ ویبسٹر اپنے زمانے کا ایک فصیح و بلیغ مدبر خیال کیا جانے لگا۔ ۱۸۲۴ء
میں یہ پھر کانگرس میں منتخب ہوا۔ آیندہ دو سالوں میں اسنے بہت سی پرزور تقریریں
کیں جو امریکہ کے آسمان فصاحت و طلاقت پر ہمیشہ آفتاب و ماہتاب کیطرح نور افشاں
رہینگی۔ ۱۸۲۶ء میں اسنے پھر کانگرس میں جگہ پائی اور دوسرے سال اسی۔ جے ملز کے
بجائے سینیٹ کا ممبر ہوا جسنے علالت کیوجہ سے قبل از انقضائے میعاد اپنے عہدہ سے
استعفا دیدیا تھا۔ ۲۶ و ۲۷ جنوری ۱۸۳۰ء کو اسنے رابرٹ ہینی متوطن جنوب
کارولینا کی اس تقریر کے پرخچے اڑائے جسمیں مشرقی ریاستوں پر حملے کیے تھے۔
۱۸۳۴ء میں وگ پارٹی کے مرتب ہونے پر ویبسٹر بالاتفاق اسکے شمالی حصہ کا لیڈر
تسلیم کیا گیا۔ ۱۸۳۶ء میں مساچوسٹس کے منتخب کنندگان نے اسکی پریسیڈنسی کے حق میں
ووٹ دیا۔ ۱۸۳۹ء میں انگلستان اور فرانس کے درباروں میں اسکی نہایت
عزت و تکریم اور خاطر و مدارات ہوئی۔ ۱۸۴۰ء کے انتخاب پریسیڈنسی میں اسنے
اعلیٰ درجہ کی سرگرمی سے حصہ لیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل ہیریسن امریکہ کا پریسیڈنٹ
منتخب ہو گیا۔ جنرل نے افتتاح کانگرس کے بعد ویبسٹر کو سکریٹری آف سٹیٹ کا
عہدہ عطا کیا۔ اشبرٹن کے معاہدہ ۱۸۴۲ء میں ویبسٹر نے ڈپلومیسی کی قابلیت کے
گرانبہا ثبوت دیئے۔ پریسیڈنٹ ٹیلر کے زمانے میں بھی یہ اپنے عہدہ پر قائم رہا۔ ملازمت
میں اسے صریحاً نقصان تھا۔ چنانچہ ۱۸۴۳ء میں وہ عہدہ سے مستعفی ہوکر
پھر قانونی پیشہ میں مصروف ہو گیا۔ گو اسی سال سینیٹ کے ممبر منتخب ہوا۔ ٹیکساس الحاق کی نئی
مگر ویبسٹر نے منظوری کی۔ ۱۸۴۴ء میں اسنے ہنری کلے کے پریسیڈنٹ منتخب ہونے کیواسطے
سخت کوشش کی۔ جو در دفوس چوائٹ کی جگہ سینیٹ ممبر مقرر ہو گیا۔ ۱۸۴۵ء میں
ٹیکساس کو بطور غلامانہ ریاست تسلیم کیے جانیکی مخالفت کی۔ اور جنگ میکسیکو کی مزید
طوالت کو روکنے پر زور دیا۔ جسکے آخری حصے میں اسکا دوسرا لڑکا ایڈورڈ

مارا گیا تھا۔ ۱۸۴۸ء میں اسکی اولوالعزمی اور علو حوصلگی کو پہلی مرتبہ سخت صدمہ پہنچا۔ ویبسٹر کو اُمید تھی کہ وِگ پارٹی اسے پریسیڈنٹ کے لئے نامزد کرے گی مگر اس توقع میں اسے سخت مایوسی ہوئی۔ پریذیڈنٹ فلمور کے عہد میں یہ پھر سکرٹری آف سٹیٹ مقرر ہوا نیز اس نے دیگر متعدد ذرائع سے اپنے آپ کو پولیٹکل دنیا میں ممتاز کیا۔ کسیوتھ اور دیگر ہنگرین جلاوطنوں کے امریکہ میں داخل ہونے کے متعلق وزیر آسٹریا سے اسکی پُر زور خط و کتابت ڈپلومیٹک لٹریچر کا ایک بہترین حصہ متصوّر ہونے کے قابل ہے۔ اسکی آخری عدالتی مشہور تقریر گوڈائر پیٹنٹ کیس کے متعلق تھی۔ جو جنوری ۱۸۵۲ء میں اسنے دی تھی۔ اسکے چار ماہ بعد پلائیموتھ کے قریب گاڑی سے گر کر سخت مجروح ہوا۔ بالٹیمور کنونشن میں پریسیڈنٹی کی نامزدگی میں جنرل سکاٹ بازی لے گیا۔ ویبسٹر کے حق میں اس موقع پر صرف ۳۲ ووٹ گزرے تھے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد ویبسٹر نے علالت کی وجہ سے سکرٹری آف سٹیٹ کے عہدے سے استعفا دیدیا لیکن پریسیڈنٹ کے مجبور کرنے پر اس نے استعفا واپس لے لیا۔ لیکن اسکی صحت روز بروز بگڑتی جاتی تھی۔ چنانچہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۵۲ء کو یہ مارش فیلڈ (مساچوسٹس) میں دنیا سے چل بسا۔ اسکی لاش خاندانی قبرستان میں جو اسنے خود تعمیر کروایا تھا۔ دفن ہوئی۔ ویبسٹر کنگریگیشنل چرچ کا ابتدائے عمر سے ممبر تھا۔ اسکی وصیت کے مطابق جو اس نے مرنے سے پہلے کی تھی۔ اس کے سنگِ مزار پر یہ کتبہ کندہ کیا گیا کہ "اس قبر میں ایک سچا عیسائی آرام کر رہا ہے"۔

سموئل ایف۔ بی مورس

محقق برق

سموئل فنلی بریسن مورس موجد "تار برقی سسٹم" امریکہ مساچوسٹس کا متوطن تھا اور ۲۷۔ اپریل ۱۷۹۱ء کو چارلس ٹاؤن میں پیدا ہوا تھا۔ اسکا والد جیدایہ مورس ایک مشہور فاضل اور جغرافیہ داں تھا۔ مورس نے ییل کالج میں تعلیم پاکر ۱۸۱۰ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اسی انسٹیٹیوشن میں علم برق کا پہلا سبق اسنے پروفیسر جو میاڈے سے پڑھا تھا۔ یہ تحصیل فنون کا نہایت شوقین تھا ڈگری لینے کے بعد اسنے مصوری کیطرف توجہ کی اور اس فن لطیف کے سیکھنے کیلئے ۱۸۱۱ء میں لنڈن گیا۔ جہاں رائل اکیڈمی میں بنجمن وسٹ کے زیر نگرانی دو سال تک مصوری و بت سازی سیکھتا رہا۔ طبعی شوق سے اسے اسقدر جلد اعلیٰ مہارت حاصل ہوگئی کہ اسکا پہلا مجسمہ یعنی ہرکولیز کے عالم نزع کا بت ایسا پسندیدہ ہوا کہ مورس کو طلائی تمغہ عطا کیا گیا۔ اپنے کمال کیوجہ سے لنڈن کے بہت سے معززین سے اسکا تعارف ہوگیا۔ اسنے سب سے پہلی لسلی اور بعدہٗ زیراہ کولبرن کی تصویر بنائی۔ امریکہ واپس آکر اسنے بوسٹن میں تصویر سازی کا کارخانہ قائم کیا۔ لیکن چونکہ اسکے مربی صرف معدودے چند ہونے کے علاوہ بوسٹن سے دور دراز فاصلے پر رہتے تھے اسلئے اسے مجبوراً یہ کام چھوڑ دینا پڑا۔ اسکے بعد ورمونٹ اور نیوہمپشائر کے قصبات میں یہ ایک سال تک خانہ بدوش پھرتا رہا۔ پھر چارلس ٹاؤن میں گیا جہاں اسے کسیقدر کام مل گیا۔ حکام نے پریسیڈنٹ مونرو کی تصویر بنانے کا کام اسکے سپرد کیا۔ جو بعد میں شہر کے میونسپل ہال میں آویزاں کیگئی۔ ۱۸۲۳ء میں مورس نے نیویارک میں مقیم ہوکر تصویر سازی کا کارخانہ ازسرنو جاری کیا۔ یہاں اسکے مربیوں کی ذیل میں بعض مشاہیر ملک بھی تھے +

قیام نیویارک کے زمانے میں اس نے دیگر صناعوں کے اتفاق سے

سموئل۔ ایف۔ بی۔ مورس

نقشہ کشی کی ایک مجلس قائم کی جسکا پہلا پریسیڈنٹ وہ خود تھا مجلس مذکور سے فنون و
نقشہ کشی کی نیشنل اکیڈمی پیدا ہوئی۔ اسکا بھی مورس کئی سال تک پریسیڈنٹ رہا۔
سنہ ۱۸۲۶ء میں اسنے مکرر یورپ کا سفر کیا اور اپنے مشاہدہ اور قابلیت کو بڑھانے کیلئے
تین سال تک روما۔ وینس۔ فلورینس اور پیرس وغیرہ کی سیاحت کرتا رہا۔ اسی عالم میں
اسنے قوت برق کی کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کردیا تھا اور وقتاً فوقتاً کہربائی تجربے
کرتا رہتا تھا۔ سنہ ۱۸۳۲ء میں امریکہ واپس آگیا۔ اسنے تاربرقی کے ذریعے خبریں بھیجنے کا طریقہ
ایجاد کیا جو مورس سسٹم کے نام سے مشہور ہے۔ اسوقت سے اسنے مصوری چھوڑدی
اور اپنا دل و دماغ اور وقت تمامہ تاربرقی کی نذر کردیا۔ نیویارک میں ایک کمرہ اسنے
کرایہ پر لے رکھا تھا اسکو یہ بطور سٹوڈیو۔ ورکشاپ۔ کارخانہ۔ خوابگاہ اور باورچی خانہ
وغیرہ کے استعمال کرتا تھا اور یہیں وہ کھدی ہوئی تصاویر کو آلات سے پالش کردیا کرتا تھا
سنہ ۱۸۳۵ء میں مورس نیویارک میں علوم و فنون اور نقشہ کشی کا پروفیسر مقرر ہوا۔ مگر اس
حالت میں بھی وہ اپنا زیادہ تر وقت کہربائی تجربات میں صرف کیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس
ایجاد نے ترقی کرکے سنہ ۱۸۳۷ء میں ایسی صورت اختیار کرلی کہ مورس یونیورسٹی کے طلبہ کو اپنی
اختراع سے مستفید کرنیکے قابل ہوسکا۔ دیواروں اور کمروں کے باہر تک سترہ سو فیٹ لمبی تار لگائی
گئی۔ جبکہ مورس نے کہربائی تجربے طلبہ کو دکھلائے بہت سی مشکلات اور ناکامیوں کے بعد
جنکے ہجوم سے باحوصلہ سے باحوصلہ اشخاص کا عزم بھی سرد پڑجاتا۔ مورس نے آخرکار اپنی ایجاد
پیٹنٹ کروالی۔ یہ اس امید سے لنڈن گیا کہ وہاں کے لوگوں کی توجہ کو تاربرقی کیطرف مائل کرکے
انگلستان میں اسکا سلسلہ قائم کرسکے مگر سفر میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ گو فرانس میں اسکی
یہ ایجاد پیٹنٹ تو ہوگئی، مگر عملی طور پر مورس کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ پیرس
میں ایک سال رہنے کے بعد کمال افلاس و تہیدستی کے عالم میں نیویارک
واپس آیا۔ اس وقت ایک حبہ بھی اس کے پاس نہ تھا۔ خوراک کیواسطے اسے
لوگوں سے قرض لینا پڑتا تھا۔ اسی حالت میں کئی کئی فاقے بھی گزرجاتے
تھے۔ غرضکہ چار سال اس پر ایسی مصیبت کے گزرے کہ یہی سخت جان تھا

جوان سخت مصائب کو برداشت کرنے کے بعد زندہ رہا۔ آخرکار ۱۸۴۲ء میں ہوس آف ریپرزنٹیٹو نے مورس کی تار برقی کا تجربہ کرنے کیلئے تیس ہزار ساورن منظور کئے۔ مورس کو ہنوز اپنی ایجاد کو درجۂ تکمیل پر پہنچانے کیواسطے بہت سی مشکلات اور رکاوٹوں پر غالب آنا تھا۔ شب و روز لگاتار اپنی دھن میں مصروف رہنے سے آخرکار ۱۸۴۴ء میں جبکہ ایجاد ہذا کے متعلق دراندازوں کی فتنہ پردازی تھی کانگرس کا شوق و ذوق بہت کم ہو گیا تھا۔ مورس نے بالٹیمور سے واشنگٹن تک پہلی تار برقی کی لائن قائم کی جو چالیس میل لمبی تھی۔ اس لائن پر سب سے پہلے وگ پارٹی کیطرف سے عہدۂ پریسیڈنسی کیواسطے ہنری کلے کے نامزد کئے جانے کی خبر بالٹیمور سے بھیجی گئی۔ اسی سال واشنگٹن کی سپریم کورٹ میں ایجاد ہذا کی عام طور پر نمایش ہوئی اور ایک پیغام بالٹیمور بھیجا گیا اور دوسرا وہاں سے موصول ہوا۔ آیندہ چھ ماہ میں اس بارہ میں بکثرت تجربے کئے گئے۔

اس کے بعد مورس نے ایک لاکھ ساورن پر اپنی اس ایجاد کا حق گورنمنٹ کے پاس فروخت کرنیکی درخواست کی۔ درخواست مذکور نامنظور ہوئی لیکن تیار شدہ لائن کے قائم رکھنے کیواسطے آٹھ ہزار ساورن گورنمنٹ نے منظور کئے۔ لوگوں نے مورس کے پیٹنٹ شدہ حق میں ناجایز مداخلت کی لیکن طول طویل مقدمات کے بعد امریکہ کی عدالت عالیہ نے مورس کا حق تسلیم کیا اور ان شریر النفسوں کو متنبہ کیا گیا جو اس ایجاد سے ناجائز طور پر فایدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ سسٹم عام دنیا میں پھیل گیا۔ آسٹریا۔ جرمنی۔ روس۔ سویڈن اور فرانس میں مورس تار برقیاں جاری ہو گئیں۔ مورس ہی پہلا شخص تھا جسکے تجربے آخرکار بحری تار برقی قائم ہونیکا باعث ہوئے۔ زندہ مخلوقات کی عکسی تصویر لینے کی ایجاد میں بھی یہ پروفیسر ڈریپر کا شریک تھا نیز مورس نے سنگ مرمر کاٹنے کی بھی ایک مشین ایجاد کی ؛

مورس کی زندگی کے بقیہ ایام کمال خوشی اور خرمی و عزت و توقیر سے بسر ہوئے سیاحت یورپ کے دوران میں ان ممالک کے تاجداروں اور روساء نے اسکی قدر و منزلت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا شہنشاہ نپولین کے حکم سے دس

طاقتہائے یورپ کی جو کانگرس ۱۸۵۸ء میں مورس سسٹم پر غور وخوض کرنے کیلئے منعقد ہوئی تھی اُسنے موجد کو چار لاکھ فرنک عطا کرنے کا فیصلہ کیا۔ دسمبر ۱۸۶۸ء میں اہل نیویارک نے اسکے اعزاز میں ڈنر پارٹی دی۔ تین سال بعد سنٹرل پارک میں اسکا برنجی بت نصب کیا گیا۔ ۱۸۷۶ء میں بنجمن فرینکلن کے بت کے افتتاح کرنے کی قابل یادگار تقریب پر یہ آخری مرتبہ پبلک سٹیج پر آیا۔ جبکہ اس نے ایک نہایت موزوں تقریر کیے بعد اُس بُت کے مراسم افتتاح ادا کئے۔ مورس تیز قلم و عالی حوصلہ ہونے کے علاوہ سادہ اوضاع واطوار رکھتا تھا طبیعت کا فیاض اور غربا پر مہربان تھا۔ ۲۔ اپریل ۱۸۷۲ء کو نیویارک میں اس عظیم الشان موجد نے چند ماہ درد سر میں مبتلا رہنے کے بعد ۸۱ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ کانگرس اور ریاستوں کی مجالس وضع آئین و قوانین نے اسکے انتقال پر اظہار افسوس کے خاص جلسے منعقد کئے ٭

جان وانا میکر

جان وانامیکر

مدبّر اور راجہ سوداگر

یہ کمسنی اور طفولیت میں اپنے والد کے کارخانۂ خشت سازی میں مزدوروں کی طرح مٹی ڈھونے کا کام کرتا تھا، مگر رفتہ رفتہ اسنے ایسی ترقی کی کہ امریکہ کا پوسٹماسٹر جنرل ہوگیا۔ اور اس کے تمول کا اندازہ تحریر ہذا کے وقت یعنی ۱۹۰۸ء میں ڈیڑہ کرور ساورن کیا جاتا ہے۔ یہ دنیا میں سب سے بڑا خوردہ فروش ہے۔ یہانتک کہ یہ اس بارہ میں پیرس کے نامور خوردہ فروش بون مارچ سے بھی گوئے سبقت لیگیا ہے

جان وانامیکر ۱۱ جولائی ۱۸۳۷ء کو چیمبرس برگ میں پیدا ہوا تھا۔ سرکاری مدرسہ میں تھوڑی سی تعلیم پانے کے بعد اسنے مطالعہ کتب سے اپنی قابلیت بڑھائی۔ ہنوز بچہ ہی تھا کہ اسے باپ کے چھوٹے سے کارخانہ میں کام کرنا پڑا۔ پھر ایک کتب فروش کے ہاں سوا ساورن فی ہفتہ تنخواہ پر ملازم ہوگیا۔ گو اُجرت مذکور نہایت قلیل تھی، مگر بچہ ہونے کی وجہ سے وہ اس تنخواہ پر خوش تھا، اور جب تنخواہ ملتی تو فرط مسرت سے جامے میں پھولا نہ سماتا تھا۔ ۱۸۵۶ء میں اسکے والد نے انڈیانہ میں نقل مکان کرکے ایک چھوٹے سے کھیت کی زراعت شروع کی۔

جان وانامیکر اپنے وطن سے چلکر فلاڈلفیا میں وارد ہوا۔ ۱۸۵۷ء میں اسنے ایک ماہوار پرچہ بنام نہاد "ہر شخص کا اخبار" چھاپنا شروع کیا۔ بعدہٗ اسنے ینگ مینس کرسچن ایسوسی ایشن کے قائم کرنے میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ ۱۸۵۹ء میں جان وانامیکر نیشنل باڈی کا سکریٹری، اور اسی مجلس کی ایک شاخ کا پریسیڈنٹ منتخب ہوا۔

۱۸۶۱ء میں خسر کی امداد سے اسنے تجارت کا سلسلہ شروع کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے راجہ سوداگر ہوگیا۔ جس کارخانہ کا یہ مالک ہے وہ اپنی عظمت و شان کے لحاظ سے دنیا میں ایک قابل دید چیز ہے۔ یہ متعدد ایکڑ اراضی پر استادہ ہے، اور

پچیس ہزار ملازم رکھتا ہے۔ کارخانہ مذکور کی سالانہ تجارت کی مالیت کا تخمینہ ڈھائی کروڑ
ساورن کیا گیا ہے۔ اسمیں اسے دس لاکھ ساورن سالانہ کا خالص منافع ہوتا ہے۔
کارخانہ مذکور میں جہاں چار پانچ ہزار اشخاص ملازم ہیں۔ نہایت تیز برقی روشنی ہوتی ہے،
وہی شخص جو بچپن میں اینٹیں بنانے کیلئے مٹی ڈھویا کرتا تھا، آج دولت اور تمول کے لحاظ
سے محسود عالم بن رہا ہے۔ وہی لڑکا جو کتب فروشی کی دوکان میں اسقدر قلیل اجرت پر
ملازم تھا جو فی زمانہ ڈاکخانہ جات میں جھاڑو دینے والی عورتوں کو دیجاتی ہے، اب امریکہ کا
پوسٹماسٹر جنرل ہے۔ دوران جنگ میں کرسچن کمیشن قائم کرنیوالوں میں ایک یہ بھی تھا۔
اور رفاہ عام اور مذہبی خیراتی کاموں میں یہ مرحوم ایچ سٹوارٹ کا دایاں بازو تھا۔
۱۸۶۸ء میں یہ شہر کے جنوب مغربی سکیشن میں جو ایک ذلیل ترین حصہ تھا فرائض مشنری
انجام دینے کیلئے مامور ہوا۔ اسکی تنخواہ ایک سرکاری محرر سے بھی کم تھی۔ اور اس کا
اتوار کا مدرسہ خیمہ میں ہوا کرتا تھا۔ جان وانامیکر کو تعلیم کیلئے لڑکوں کے گھر لانے میں
سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا بھوکے اور غریب لڑکوں کے دشمن عقل والدین
اسے پتھر مارتے تھے۔ اب شہر کے اسی حصہ میں جان نے سنگ سرخ کی دو عالیشان عمارتیں
بنوادی ہیں جنمیں سے ایک کا نام بتیانی گرجا ہے، اور دوسرا سنڈے سکول (اتوار کا مدرسہ)
ہے۔ اس مدرسہ میں تین ہزار طالب العلم پڑھتے ہیں، اور تین سو مدرس ہیں۔ گرجے کے
متعلق بھی ایک انجیل کی جماعت ہے۔ جنکے زن و مرد طلبہ کی تعداد ایک ہزار سے
زائد ہے۔ ان طلبہ کو مذہبی و خیراتی کاروبار انجام دینے کیلئے تیار کیا جاتا ہے اور انکے
ذریعے کوئلوں اور اناج کے بڑے بڑے ذخائر غربا میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ گرجے
اور مدرسے کا جان وانامیکر ہر ہفتہ معائنہ کرتا ہے۔ پہلے مدرسے کے بچوں سے پھر
گرجے کے حاضرین سے مخاطب ہوکر نصیحانہ کلمات سے انکو مستفیض کرتا ہے۔ نماز کے
ختم ہونے پر یہ چھوٹے بڑے تمام طلبہ اور مدرسین سے مصافحہ کرکے گھر واپس آتا ہے
غرضکہ تو لاً و فعلاً یہ ایک سچا اور خالص عیسائی ہے۔ رفاہ عام کے کاموں، فیاضیوں اور
ملازموں سے شائستہ سلوک نے اسکے نام کو نہ صرف امریکہ میں بلکہ آر دے بحر الکاہل

ہمیں ممالک میں بھی کمال معزز و موقر بنا دیا ہے۔ ۱۸۸۸ء تک اس سے بار بار ممبری کانگریس یا مہبر کے عہدے کیواسطے امیدوار بننے کی درخواست کیجاتی رہی۔ مگر اسنے پولیٹکل جلقے میں داخل ہونا منظور نہ کیا۔ سال مذکور کے خاتمہ پر اسنے انتخاب پریسیڈنٹی کے معرکہ میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بنجمن ہیرسن پریسیڈنٹ منتخب ہو گیا۔ پریسیڈنٹ موصوف نے افتتاح کانگریس کے ساتھ ہی مسٹر جان وانامیکر کو امریکہ کا پوسٹماسٹر جنرل مقرر کر دیا۔ گو اسنے تا دم تحریر بڑا اداکی نہ میں بہت سی اصلاحیں کی ہیں۔ لیکن اسکے کثیر التعداد دوست اسکے پولیٹکل حلقے میں داخل ہونے سے ناخوش ہیں انکے خیال میں بہتر تھا کہ یہ رفاہ عام اور خیراتی کاموں ہی سے ملک کو فایدہ پہنچاتا۔ مخالف پارٹی کے ممبر اسکی ہر ایک کارروائی ' حرکت اور اصلاح پر نکتہ چینی کرنے پر آمادہ رہتے ہیں۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ پوسٹماسٹر جنرل کے عہدے سے کنارہ کش ہوتے ہی اسکے نیک اور مفید عام کاموں پر نہ صرف دوست و احباب بلکہ مخالفین بھی تحسین و آفریں کے کلمات منہ پر لانے سے باز نہیں رہ سکے۔ اور یہ اپنے ذی رتبہ ہموطن ڈبلیو۔ جا نکٹرو کیطرح کل امریکہ میں معزز و موقر اور ہر دلعزیز ہو جائیگا ✥

الگزینڈر۔ ٹرنی سیٹوارٹ

الگزینڈر ٹرنی سٹیوارٹ

راجہ سوداگر

الگزینڈر ٹرنی سٹیوارٹ ۱۲- دسمبر ۱۸۰۳ء کو لسبرن میں پیدا ہوا تھا، جو ایک طویل و عریض صنعتی قصبہ ہے۔ اور بلفاسٹ (آئرلینڈ) سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ اسکا والد ایک زمیندار تھا۔ جو گو متمول نہ تھا، مگر ہمسائے اُسے عزت و وقعت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اسکے والدین آئرش اور اس کے بزرگ سکاچ تھے۔

یہاں یہ ظاہر کرنا غیر موزوں نہ ہوگا کہ جو اشخاص معراج ترقی پر پہنچے ہیں، اُنمیں سے اکثر ان ہر دو ممالک کے مخلوط النسل لوگ تھے۔ یہ ابھی بچہ ہی تھا کہ باپ سر سے گزر گیا۔ والدہ نے دوسری شادی کر لی۔ اے۔ ٹی سٹیوارٹ کو اس کے نانا نے متبنیٰ بنا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ سٹیوارٹ کے نانا جان ٹرنی کی خواہش تھی کہ وہ سٹیوارٹ کو ممبر پر وعظ کرتے ہوئے سنے۔ اسی غرض سے ابتدا میں سٹیوارٹ کو ایک اچھے مدرسے میں تعلیم دلوائی۔ پھر کالج بلفاسٹ میں اسے پڑھنے کیلئے بھیجدیا۔ یہ لڑکا نہایت محنتی تھا۔ اور اسنے ابتدائی امتحانات نہایت اعزاز سے پاس کئے۔ لیکن کالج کے زمانہ تعلیم کے ختم ہونے سے پہلے اسکا نانا دنیا سے چل بسا۔ اسکے بعد سٹیوارٹ نے پادری بننے کا ارادہ فسخ کردیا۔

اسکا نانا مرنے سے پہلے کوئکر فرقہ کے ایک جنٹلمین کو اپنے نواسے کا محافظ مقرر کر گیا تھا۔ جب سٹیوارٹ نے گریجویٹ ہو کر امریکہ جانے کا عزم کیا تو کوئکر نے نہ صرف اس بارے میں اپنی رضامندی ہی ظاہر کی۔ بلکہ بہت سے دوستوں کے نام سفارشی خطوط بھی لکھ دئیے۔ سٹیوارٹ نے ان چٹھیوں سے مسلح ہو کر ۱۸۲۱ء میں نیارک (نیویارک) میں وارد ہوا۔ اسوقت اسکی جیب میں صرف چند ساورن تھے۔ یا اسے اس بات کا علم تھا کہ ۱۸۲۴ء میں بالغ ہونے پر اس کے نانا کا سارھے تین ہزار ساورن کا ترکہ اُسے ملنے والا ہے۔ ایک بیلک

سکول میں کوئنکر کے دوستوں کی اعانت سے سٹیوارٹ کو نائب مدرس کی اسامی ملگئی۔ یہ مدرسہ پیرل اور روزی سٹریٹ کے گوشہ میں واقع تھا سٹیوارٹ کے دیگر شاگردوں میں ہملٹن فش (جو بعد میں سکرٹری آف سٹیٹ ہوا)، اور فلیچر ہارپر (مشہور کارخانہ دار ہارپر برادرز) بھی تھے۔

مدرسی کے زمانے میں سٹیوارٹ نے اپنے ایک دوست کو سرمایہ سے امداد دیکر ایک دوکان کھلوا دی لیکن بعض غیر معلوم مشکلات کی وجہ سے وہ دوکان چل نہ سکی۔ جس پر اسکے دوست نے کاروبار بند کردیا۔ سٹیوارٹ نے اپنی طبیعت کو تجارت کیلئے موزوں پاکر خود دوکان کھولنے کا ارادہ کیا۔ گو اس بارہ میں اسے عملی طور پر برائے نام بھی تجربہ نہ تھا۔ تاہم ذہانت اور روشن خیالی کے علاوہ اسمیں کاروبار تجارت کے سمجھنے کی کافی قابلیت موجود تھی۔ وہ امریکن لیڈیوں کو شب و روز دیکھتا تھا کہ وہ اپنے لباس کو سوزن کاری کے فیتے سے آراستہ کرنے کی نہایت شائق ہیں۔ یہ فیتہ امریکہ میں نہایت گراں تھا۔ لیکن آئرلینڈ بالخصوص بلفاسٹ کے قریب (جہاں یہ غرباء کو جھونپڑوں میں اسے بناتے دیکھ چکا تھا) یہ بہت ارزاں اور کم قیمت تھا۔ یہ فوراً نیویارک سے آئرلینڈ گیا۔ وہاں اپنے محافظ کو اپنے اس عزم سے اطلاع دی۔ جسکی امداد سے یہ بہت سا فیتہ خرید کر نیویارک واپس آیا۔ اور اسے معلوم ہوا کہ اگر وہ ان فیتوں کو دس گنا منافع پر بھی فروخت کرے۔ تو پھر بھی وہ بازاری نرخ کے مقابلے میں ارزاں ہونگے۔ اس نے نمبر ۲۸۴ براڈوے سٹریٹ میں ایک دوکان کرایہ پر لیکر مختصر سا اشتہار ڈیلی ایڈورٹائزر میں دیدیا۔ اسکی پہلی گاہک ایک عورت تھی جو اس سے ذاتی شناسائی رکھتی تھی۔ اور جس نے وعدہ کیا تھا کہ سٹیوارٹ کے دوکان کھولنے پر فیتے کا پہلا پارسل وہ خود خریدیگی۔ چنانچہ اس نے زود سا ورن پر پارسل خریدا۔ اور نوجوان سٹیوارٹ کو کامیابی کی دعا دیکر رخصت ہوئی۔ چند سالوں کے بعد جبکہ سٹیوارٹ تجارت کی بدولت لکھ پتی بنگیا تھا اُسنے سنا کہ وہی عورت جو اسکی پہلی خریدار تھی شوہر کی بد چلنی اور فضول خرچی کی وجہ سے افلاس در غربت کے ہاتھوں سے سخت تکلیف اٹھا رہی ہے۔ سٹیوارٹ

فوراً پتہ معلوم کر کے اُسکے مکان پر گیا۔ اور اُسکی معقول سالانہ پنشن مقرر کردی۔ تاکہ بقیہ عمر وہ بافراغت بسر کر سکے ✣

نوجوان خیتہ فروش نے باوجود ناتجربہ کاری اس تجارت میں غیر معمولی کامیابی حاصل کی۔ ۱۸۲۶ء میں اسنے ایک بڑی دوکان اُسی بازار میں کرایہ پرلی اور پہلی دوکان کو چھوڑکر اسمیں چلا آیا۔ اسی سال سٹیوارٹ نے ایک خوشحال جہاز شمع ساز سوداگر کی لڑکی مس کارنیلیا کلینچ سے شادی کی۔ ممکن تھا کہ اس وجہ سے اسکی شادی کی درخواست نامنظور کردیجاتی کہ ابھی اسکے تجارتی کاروبار میں استقلال کی صورت پیدا نہیں کی۔ لیکن کارنیلیا کو اپنے نوجوان طالب کی آئندہ کامیابیوں کا پورا بھروسہ تھا۔ اسلیئے اُسنے بلاتامل اُس سے شادی کرلی۔ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ سٹیوارٹ نے اپنی بیوی کیلئے نیویارک میں ایک ملین ڈالر کے صرف سے سنگ مرمر کا عالیشان محل بنوایا۔ سٹیوارٹ کے مرنے کے بعد اسکی بیوی نے مرحوم شوہر کی یادگار میں ایک گرجا بنوانے کیلئے دو ملین ڈالر عطا کیئے ✣

مسٹر سٹیوارٹ نے اپنی نئی دوکان میں صرف تھوڑا عرصہ قیام رکھا۔ پھر اسنے اپنے ذخائر براڈوے کے مکان نمبر ۲۵۰ میں منتقل کر دیئے۔ یہاں اسکی تجارت کو حیرت انگیز طور پر فروغ و ترقی ہوئی اور چند سالوں میں سٹیوارٹ نیویارک کے سر آوردہ تاجروں میں گنا جانے لگا۔ اسنے براڈوے چیمبر سٹریٹ میں سنگ مرمر کا ایک عظیم الشان گودام اس موقع پر بنوایا۔ جہاں اسنے پہلے پہل دوکان کھولی تھی ✣

اسکی تجارت کا بازار روز بروز وسیع ہوتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ یہ راجہ سوداگر کہلایا جانے لگا۔ پندرہ سال بعد اس گودام میں بھی روز افزوں اسباب کے سمانے کی گنجایش نہ رہی۔ جب سٹیوارٹ نے ایک اور ذخیرہ خانہ ساٹھ منزل کا تعمیر کرایا۔ جو نہم و دہم بازاروں براڈوے اور چہارم او نیو سے محدود ہے۔ مرتے دم تک وہ خوردہ فروشی کا کاروبار یہیں انجام دیتا رہا۔ پرانا گودام تھوک فروشی کے لیئے مخصوص کردیا گیا تھا۔ نئے گودام کیلئے زمین خریدنے اور اسکی تعمیر پر تین ملین

ڈالر صرف ہوئے۔ اسکی آمدنی سال بسال بڑھتی جاتی تھی۔ چنانچہ ۱۸۶۳ء میں اسکی سالانہ آمدنی کا تخمینہ چار ملین کیا گیا تھا۔

سٹیوارٹ کی تجارت کا سلسلہ دنیا کے بہت بڑے حصے پر پھیلا ہوا تھا۔ انگلستان کی اشیائے نفیسہ کے خریدنے کیلئے مانچسٹر وغیرہ میں اسکے ایجنٹ موجود تھے، جو مطلوبہ چیزیں خرید کر نیویارک کو روانہ کرتے تھے۔ بلفاسٹ (آئرلینڈ) میں بھی سٹیوارٹ کا ایک کارخانہ جاری تھا۔ جہاں کتان کو دھو کر سفید کیا جاتا تھا۔ گلاسکو میں سکاٹ لینڈ کے اسباب تجارت کے بھیجنے کے لئے پیرس میں فرینچ۔ جرمن اور مشرقی اشیاء کے خریدنے کیلئے اسکے ایجنٹوں کے دفاتر موجود تھے۔ برلن میں اونی اور لیونس میں ریشمی کپڑے بنانے کے کارخانے جاری تھے۔ براعظم یورپ کی اشیاء زیادہ تر پیرس میں خریدی جاتی تھیں۔ یورپ میں اور بھی بہت سے ایسے کارخانے تھے جنمیں صرف اے۔ ٹی۔ سٹیوارٹ اینڈ کمپنی کیواسطے سامان بنتا تھا۔ علاوہ بریں ایجنٹوں اور گماشتوں کا ایک چھوٹا سا دستہ بھی سٹیوارٹ کمپنی سے متعلق تھا۔ جو اشیائے نفیسہ کے خریدنے کیواسطے پیرس سے ہانگ کانگ اور تبت سے پیرو تک سفر کرتا رہتا تھا۔ ایبروے بحرالکاہل میں بھی اسکی بہت سی ملیں جاری تھیں۔ جنمیں سے چند یہ ہیں:۔ موہاک والیف ملز واقع لٹل فالز۔ نیو یارک ملز۔ وڈو۔ ویلز اور نیٹکو ملز وغیرہ۔

جنرل گرانٹ نے پریسیڈنٹ منتخب ہونے کے بعد مسٹر سٹیوارٹ کو سکرٹیری خزانہ مقرر کرنا چاہا۔ مگر ۱۷۸۹ء کے ایک قانون کے بموجب اشیائے بیرونی کے تاجر اس عہدے کے ناقابل قرار دئیے جا چکے تھے۔ مسٹر سٹیوارٹ کی عظیم الشان کامیابی کا گر اسکا یہ اصول تھا کہ "ایک قیمت اور کھرا مال" اشیاء کی قیمت جانچنے میں اُسے کمال حاصل تھا۔ اور جانتا تھا کہ ان کی اصل قدر و وقعت کیا ہے؟ وہ نہ تو خود اس اصول کو توڑتا تھا۔ نہ اپنے ماتحتوں کو اسکی خلاف ورزی کرنے دیتا تھا زیرفروخت اشیاء ٹھیک ویسی ہی ہوتی تھیں۔ جیسا کہ انکو ظاہر کیا جاتا تھا۔ اور کسی خانگی یا مقامی چیز کو غیرملکی یا بیرونی اشیاء کو فروخت کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ناقص اشیاء کے عیوب بھی خریدار پر ظاہر کر دیئے جاتے تھے خواہ اس سے کتنا

ہی نقصان کیوں نہ پہنچے۔ ان وجوہات سے ہر ایک خریدار سٹیوارٹ کے کارخانہ میں اشیاء خریدنے میں اپنا فائدہ سمجھتا تھا۔ ناواقف یا سادہ لوح گاہکوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کو مذموم تصور کیا جاتا تھا۔ بچے یا بوڑھے۔ ناواقف یا تجربہ کار کو ایک ہی قیمت پر وہاں سے اشیاء ملتی تھیں۔ اسی باعث سے خریدار اپنے آپکو سٹیوارٹ کے کارخانے میں محفوظ خیال کرتے تھے سٹیوارٹ نے پبلک کا کامل اعتبار و اعتماد حاصل کر لیا تھا۔ یہ نہایت دوراندیش اور عاقبت بین شخص تھا۔ یہ قیمتوں کے مدوجزر کو پہلے ہی تاڑ جاتا تھا۔ ہمیشہ نقد قیمت پر اشیاء خریدتا تھا اسلئے اسے عموماً نسبتاً نہایت کم قیمت پر چیزیں ملجاتی تھیں۔ ۱۰۔ اپریل ۱۸۷۶ء کو رحلت فرمائے عالم بقا ہونے پر سٹیوارٹ کی دولت کا اندازہ جسنے ساڑھے تین ہزار ساورن کے ترکہ سے تجارت شروع کی تھی پچاس ملین سے ایک سو ملین تک کیا گیا تھا۔ چند مستثنیات کے علاوہ یہ اپنی تمام دولت بیوی کے نام لکھ گیا۔ اپنے ملازموں کو بھی اسنے وصیت نامہ میں فراموش نہیں کیا۔ چنانچہ جو تیس سال سے ملازم تھے انکو ایک ہزار اور دس سالہ ملازموں کو پانچسو ڈالر دیئے جانے کی ہدایت کی نیز جج ہلٹن کو اسکے وصیت نامہ کی رو سے ایک ملین ڈالر ملے۔

مسٹر سٹیوارٹ رفاہ عام کے کاموں میں روپیہ صرف کرنے میں فیاض نہ تھا باوجودیکہ وہ لاولد تھا۔ اور اسکے تین بچے کمسنی میں قضا کر گئے تھے، مگر اسپر بھی اسے شب و روز دولت جمع کرنے کی دھن تھی۔ اس نے اُن امور میں سرمایہ لگایا جنسے معقول فائدے کی توقع ہو سکے۔ اگر اُن سے لوگوں کا بھی بھلا ہو تو اور بھی بہتر۔ ورنہ اسے رفاہ عام کی چنداں پرواہ نہ تھی۔ اسنے غریب اور محنت پیشہ عورتوں کیلئے نفیس اور طاقتور غذا کم قیمت پر بہم پہنچانے کے لئے ایک ہوٹل قائم کیا تھا۔ چونکہ فائدہ عام کے کاموں میں نفع نہیں ہوتا اسلئے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد غریب عورتوں پر اسکا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس طرح وہ ہوٹل بھی ایک معمولی ہوٹل بنگیا۔ شکاگو کی خوفناک آتشزدگی نے جب کثیر التعداد اشخاص کا خانماں برباد کر دیا اور ملک میں ان مصیبت زدوں کی ہمدردی کا سخت جوش پیدا ہوا تو مسٹر سٹیوارٹ نے اُن کی اعانت میں پچاس ہزار

ساورن عطا کیئے ÷

۱۸۴۶ء میں جب آئرلینڈ میں سخت قحط پڑا تو اس نے فاقہ کشوں کی امداد کے لئے غلہ سے بھرا ہوا ایک جہاز بلفاسٹ کو روانہ کیا۔ سٹیوارٹ کے حکم کے مطابق کپتان جہاز جسقدر فاقہ کش زن و مرد اور بچوں کی جہاز پر گنجایش ہو سکی اُنکو لیکر نیویارک واپس آیا۔ نیویارک میں ان قحط زدوں میں سے اکثر کو سٹیوارٹ نے اپنے کارخانوں میں ملازم رکھ لیا اور اپنے دوست آشناؤں سے سفارش کر کے بقیہ کو اُن کے ہاں رکھوا دیا۔ مسٹر سٹیوارٹ کے دوست اُس کی ہمدردی انسانی کے ایسے ہی چند اور کارنامے بھی بیان کرتے ہیں ÷

جیمز میرین سمس

جراح ڈاکٹر

امریکہ کا یہ نامور ڈاکٹر ۲۵۔ جنوری سنہ ۱۸۱۳ء کو لنکاسٹر میں پیدا ہوا تھا۔ اوائل عمر میں یہ جنوبی کارولینا کے کالج میں داخل ہوا۔ سنہ ۱۸۳۲ء میں گریجویٹ ہو کر اس نے اپنے والدین کے ہمسایہ ڈاکٹر کے پاس علم طب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ سنہ ۱۸۳۵ء میں جب چارلسٹن میڈیکل سکول کھلا تو یہ اسمیں داخل ہو گیا۔ پھر فلاڈلفیا جا کر جیفرسن میڈیکل کالج میں پڑھتا رہا۔ اختتام تعلیم پر اسنے گھر میں مطب شروع کیا۔ لیکن پہلے زیر علاج مریض کے مرجانے سے اسکا حوصلہ ٹوٹ گیا اسلیئے وہ جگہ چھوڑ کر منٹگمری میں سکونت پذیر ہوا۔ پھر وہاں سے بھی مسکوین کونٹ میں نقل مکان کر لیا۔ اس موخر الذکر مقام میں گو اس کے پیشے کو خوب فروغ ہوا۔ مگر یہاں کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ جب سنہ ۱۸۴۰ء میں یہ پھر منٹگمری چلا آیا اور اسنے اپنی توجہ خصوصیت سے سرجری (جراحی) کیطرف مائل کی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اسنے بطور ڈاکٹر کے اچھی شہرت حاصل کی۔ جنوب میں یہ پہلا ڈاکٹر تھا۔ جو خمدار اور ٹیڑھے پاؤں کی جراحی اعلیٰ درجے کی کامیابی سے کرتا تھا۔ "ویسیکو ویجنل فسچولا"[1] کا مرض جو نا قابل علاج متصور ہوتا تھا۔ سب سے اول جیمز ہی کو اس موذی مرض کے دفعیہ و علاج کا خیال پیدا ہوا۔ اس بارہ میں تجربے کرنے کیلئے اسنے منٹگمری میں ذاتی صرف سے ایک چھوٹا سا ہسپتال بنایا۔ جسکے تمام اخراجات چار سال تک یہ اپنی گرہ سے ادا کرتا رہا۔ اس حالت میں جیمز نے مرض ٹرسمس نسنٹم کے پیدا ہونیکے بواعث اور اُسکے علاج و حفظ ماتقدم کے متعلق قابل قدر مضامین مشتہر کیے جیمز نے کئی ایک نئے طبی آلات ایجاد کیئے۔ جنمیں سے ایک سپکیولم (آئینہ) بھی ہے جو ہمیشہ اسکے نام سے موسوم رہیگا۔ سنہ ۱۸۴۹ء میں یہ ایسا سخت بیمار ہوا کہ چار سال تک بستر علالت پر پڑا رہا۔ پھر نیویارک چلا گیا۔ یہ پہلا شخص تھا جسنے

[1] مستورات کا ایک مرض ۱۲
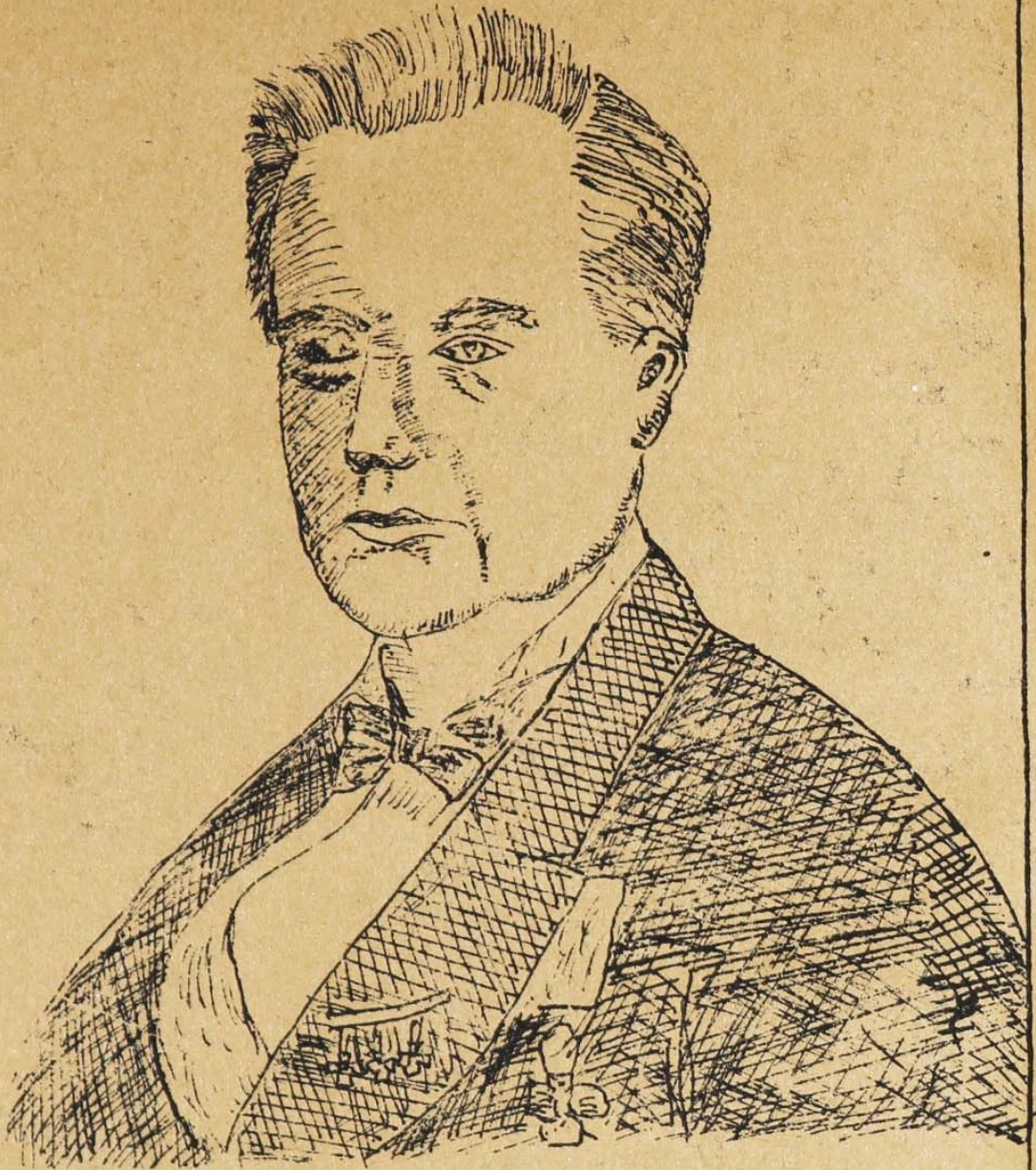
جیمز۔میرئین۔سمس

نیو یارک میں ایک زنانہ ہسپتال قائم کرنے کی کوشش کی۔ گو اسکے دیگر ہم پیشہ اصحاب
اس تجویز کے سخت مخالف تھے لیکن پبلک اور ایک کمپنی کی تائید و اعانت سے جسکا پیٹر کوپر
بھی ایک ممبر تھا۔ یہ تحریک سرسبز و شاداب ہوگئی۔ چنانچہ نیو یارک میں اسوقت جو عظیم الشان
زنانہ ہسپتال قائم ہے وہ جیمز کی اسی تحریک کا قیمتی فیض رساں نتیجہ ہے۔ ۱۸۶۱ء میں
اسنے یورپ کی سیاحت کی۔ لنڈن۔ ڈبلن۔ پیرس۔ برسلز اور اڈنبرگ میں اسیکو و یجنل
فسچولا کے مریضوں کا آپریشن کرتا رہا۔ اور ان ممالک کی طبی کمیٹیوں کا بھی رکن مقرر
ہوا۔ اب اسکی شہرت صرف امریکہ ہی میں محدود نہیں رہی تھی بلکہ اسکے معجز نما علاجوں اور
اسکی ایجاد و اختراع کے شور سے تمام یورپ گونج اٹھا تھا۔ چھ سال یعنی ۱۸۶۲ء
تک اپنے لڑکوں کو تعلیم دلوانے کیلئے یورپ میں رہا۔ ۱۸۷۰ء میں یہ پیرس میں تھا
کہ فرانس اور جرمنی میں جنگ چھڑ گئی۔ اسنے بطور سرجن انچیف ہمراہ فوج انگلو امریکن شفاخانے
کا چارج لینے کیلئے درخواست دی۔ جو بکمال شکر گزاری منظور کیگئی۔ ۱۸۷۲ء میں
امریکہ واپس آنے پر زنانہ ہسپتال کے بورڈ آف سرجنز کا ممبر بنایا گیا۔ جس عہدے پر
وہ دو سال تک رہا۔ جیمز بار ہا امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن امریکن جنیکولوجیکل سوسائٹی کا
پریسیڈنٹ منتخب ہوا۔ اسکی آخری عمر کا زیادہ تر حصہ پیرس میں بسر ہوا۔ اسنے غربا کیواسطے
"جیمز میرین سمپسن اسائلم" کے نام سے لنکاسٹر میں ایک محتاج خانہ قائم کیا جیفرسن
یونیورسٹی نے جیمز کو ایل۔ ایل۔ ڈی کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ ۱۸۸۱ء میں یہہ
بوپولڈ اول کا نائٹ بنایا گیا نیز فرانس نے بھی لیجن آف آنر کا تمغہ عطا کیا۔ بلجیم کی
رائل اکیڈیمی کا یہ فیلو تھا۔ جرمنی سے اسے آہنی صلیب عطا ہوئی تھی۔ اٹالین گورنمنٹ
نے یکے بعد دیگرے دو میڈل (تمغے) مرحمت کیئے تھے۔ ہسپانیہ اور گورنمنٹ
پرتگال نے بھی سرکاری اعزازات سے اسکے سر افتخار کو آسمان تک پہنچا دیا تھا۔
جیمز بہت سی کتابوں اور مضامین کا مصنف تھا۔ مرنے کے وقت بھی یہ عمل اور
عقر پر علٰحدہ علٰحدہ کتابیں لکھ رہا تھا +

بیارڈ ٹیلر

بیارڈ ٹیلر
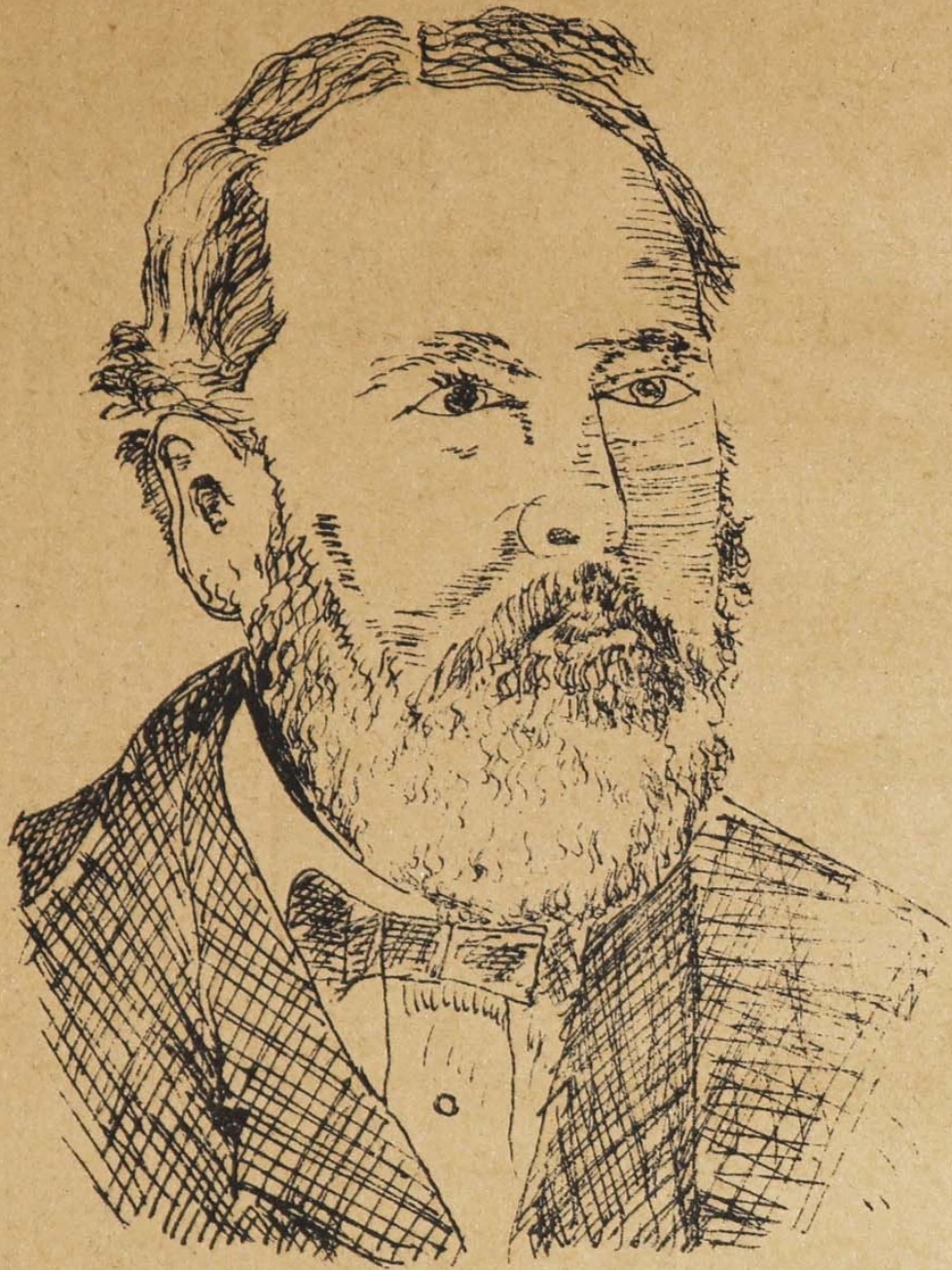
شاعر۔ اخبار نویس اور مدبّر

کنٹ سکوئر چیسٹر کونٹی کی ایک چھوٹی سی دیہاتی دوکان میں ۱۱۔ جنوری ۱۸۲۵ء کو بیارڈ ٹیلر۔ جو جوان ہو کر شاعر۔ اخبار نویس مصنف اور مدبر ہوا۔ پیدا ہوا تھا۔ دوکان مذکور میں اسکے والدین سودا سلف بیچتے تھے۔ بعد میں انھوں نے کاشتکاری اختیار کر لی۔ اس زمانہ کے پبلک سکولوں میں جیسی بُری بھلی تعلیم ہوتی تھی۔ بیارڈ بھی اس سے محروم نہیں رہا۔ سترہ سال کی عمر میں وسٹ چیسٹر کے ایک چھاپہ خانہ میں یہ کام سیکھنے کیلئے داخل ہوا۔ بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ اسکے دل میں مضمون نگاری اور شعر کہنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ یہ وقتاً فوقتاً اپنا منظوم کلام میگزینوں اور رسالوں میں چھپوا تا رہتا تھا۔ انیس سال کی عمر میں ٹیلر نے "جنگ سیرا ڈل مورینہ" کے نام سے ایک مختصر سا منظوم رسالہ شایع کیا جس کے معاوضہ میں اسے چند ڈالر ملگئے۔ اسکے بعد اس نے "یونائیٹڈ سٹیٹ گزٹ" اور "سیٹر ڈے ایوننگ پوسٹ" میں مضمون نگاری شروع کی۔ تھوڑے سے سرمایہ کیساتھ بحر اٹلانٹک کو عبور کر کے یہ پیادہ پا یورپ کی سیاحت کو روانہ ہوا جسمیں اسکے دو سال صرف ہوئے۔ سفر مذکور سے واپس آ کر اپنا سفر نامہ شایع کیا جسکا دیباچہ این۔ پی۔ ولس نے لکھا تھا۔ سفر نامہ مذکور پبلک کو ایسا پسند آیا کہ صرف امریکہ میں بیسویں مرتبہ طبع ہوا۔ پھر یہ فونکسولی میں ایک اخبار کا ایڈیٹر ہوا۔ لیکن افسردہ خاطر ہو کر ایک سال کے بعد نیویارک چلا آیا۔ جہاں ٹریبیون سے اسکا ایسا تعلق قائم ہوا کہ پھر مرکر چھوٹا۔ یہ پناما کے بحری راستے سے کیلیفورنیا میں گیا اور ۱۸۴۹ء میں براہ میکسیکو وہاں سے لوٹا۔ اس دوسری سیاحت کا بھی اسنے سفرنامہ تحریر کیا جسکی قدردانی کی کیفیت اس امر سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے کہ بارہ دنوں میں صرف امریکہ میں اسکی دس ہزار کاپیاں بک گئیں۔ انگلستان اور یورپ کے

دیگر ممالک میں بھی اس سفرنامے کی بہت کچھ اشاعت ہوئی۔ ۱۸۵۱ء سے ۱۸۵۴ء تک یہ افریقہ۔ شام چین اور جاپان کی سیاحت میں مصروف رہا۔ اور ان ممالک کے دلچسپ حالات ٹریبیون میں لکھتا رہا۔ چین سے یہ کموڈور پیری کے ساتھ جاپان گیا۔ بعد میں آٹھ سال تک افسانہ نویسی اور نظم لکھنے میں مصروف رہا۔ اور نظم و نثر کی بہت سی کتابیں شایع کیں۔ ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۲ء تک سفیر امریکہ متعینہ سینٹ پیٹرزبرگ کا سکرٹری اور کچھ عرصہ تک قائم مقام سفیر رہا۔ ۱۸۷۴ء میں اسنے مکرر مصر کا بحری سفر کیا۔ پھر ایک تقریب پر آئسلینڈ گیا۔ اس موقع کیلئے جو نظم اس نے لکھی تھی۔ اسکا آئسلینڈ کی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ ۱۸۷۸ء میں جرمنی میں امریکہ کی طرف سے سفیر مقرر ہوا۔ چونکہ ٹیلر جرمنی میں عرصۂ دراز تک رہ چکا تھا اور وہاں کی زبان اور پولیٹیکل اور سوشل اور عام حالت سے بخوبی واقف تھا اسلئے اس عہدے کیلئے اس سے بہتر انتخاب نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ اس اعزاز سے مستفید ہونے کیلئے زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا۔ چنانچہ اس تقرر سے نو ماہ کے بعد ۱۹ دسمبر ۱۸۷۸ء کو جرمنی میں اسکا انتقال ہو گیا۔ مرنے سے پہلے یہ گوئٹے اور شلر کی یکجا سوانح عمری لکھ رہا تھا۔ یہ کتاب قریب الاختتام تھی کہ ٹیلر اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا۔

مارشل۔ پنکنی۔ ولڈر

زمینداروں کا ہمدرد

سنہ ۱۷۹۸ء

یہ مشہور زمیندار بھی اکثر ناموران امریکہ کیطرح نیوہمپشائر کا رہنے والا تھا اور ۲۲ ستمبر کو رینج میں پیدا ہوا تھا۔ عام سکول میں ابتدائی تعلیم پاکر اپسیچ اکیڈمی میں داخل ہوا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصے تک اپنے باپ کے کھیت پر کام کرتا رہا۔ جوانی میں کاشتکاری چھوڑکر تجارت کو اپنا پیشہ بنانے کیلئے بوسٹن گیا۔ مگر تبدیل شغل سے زراعتی کاروبار کے متعلق اسکی انتہا درجے کی دلچسپی میں ذرا بھی فرق واقع نہ ہوا۔ یہ اپنے وقت کا زیادہ تر حصہ مسائل زراعت پر غور کرنے میں صرف کرتا تھا۔ باغات اور کھیتوں کی پیداوار بڑھانے کی نسبت وقتاً فوقتاً گرانبہا مضامین لکھتا رہتا تھا۔ اسکی ان تھک کوششوں سے ایک زراعتی مجلس قائم ہوئی۔ ریاست کے صیغۂ زراعت کے نظم و نسق کی اصلاح میں اسنے نمایاں پارٹ لیا۔ اور چوسٹس کی زراعتی سوسائٹی کا سنہ ۱۸۴۰ء سے سنہ ۱۸۴۸ء تک اور امریکن پومولاجیکل سوسائٹی کا بھی کئی سال پریسیڈنٹ رہا۔ یونائیٹڈ سٹیٹس اگریکلچرل سوسائٹی (مجلس زراعت امریکہ) کا بھی یہی بانی اور اسکا پریسیڈنٹ تھا۔ بعد میں بھی متواتر پریسیڈنٹ منتخب ہوتا رہا۔ یہ کونسل واضع آئین و قوانین کی دونوں شاخوں اور مساچوسٹس کی اگزیکٹو کونسل کا ممبر تھا۔ سنہ ۱۸۵۰ء میں سینیٹ کا پریسیڈنٹ منتخب ہوا۔ اور اسی قسم کے اور بھی بہت سے اعزازی عہدوں پر سرفراز ہوتا رہا۔ زراعتی نمائشوں اور تقریبات پر اسنے حسب کثرت سے سپیچیں دی ہیں۔ اور زراعت و کاشتکاری پر اسنے جو کثیر التعداد مضامین لکھے ہیں اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو انکی کئی جلدیں مرتب ہونگی۔ اس سوانحعمری کے لکھنے کے وقت یعنی سنہ ۱۸۹۰ء میں یہ حی القائم موجود ہے۔ باوجود ۸۸ سال کے بوڑھے ہونیکے اسکا جسم خوب مضبوط ہے اور چہرے سے ذہن و ذکا کے آثار ہویدا ہیں۔ اور زراعتی معاملات میں اسکی غیر معمولی دلچسپی میں کبھی فرق آیا۔ اور ان تحریکوں کا سب سے بڑا مؤید ہے جنسے کاشتکاروں کو کسی قسم کا فائدہ پہنچ سکے ✣
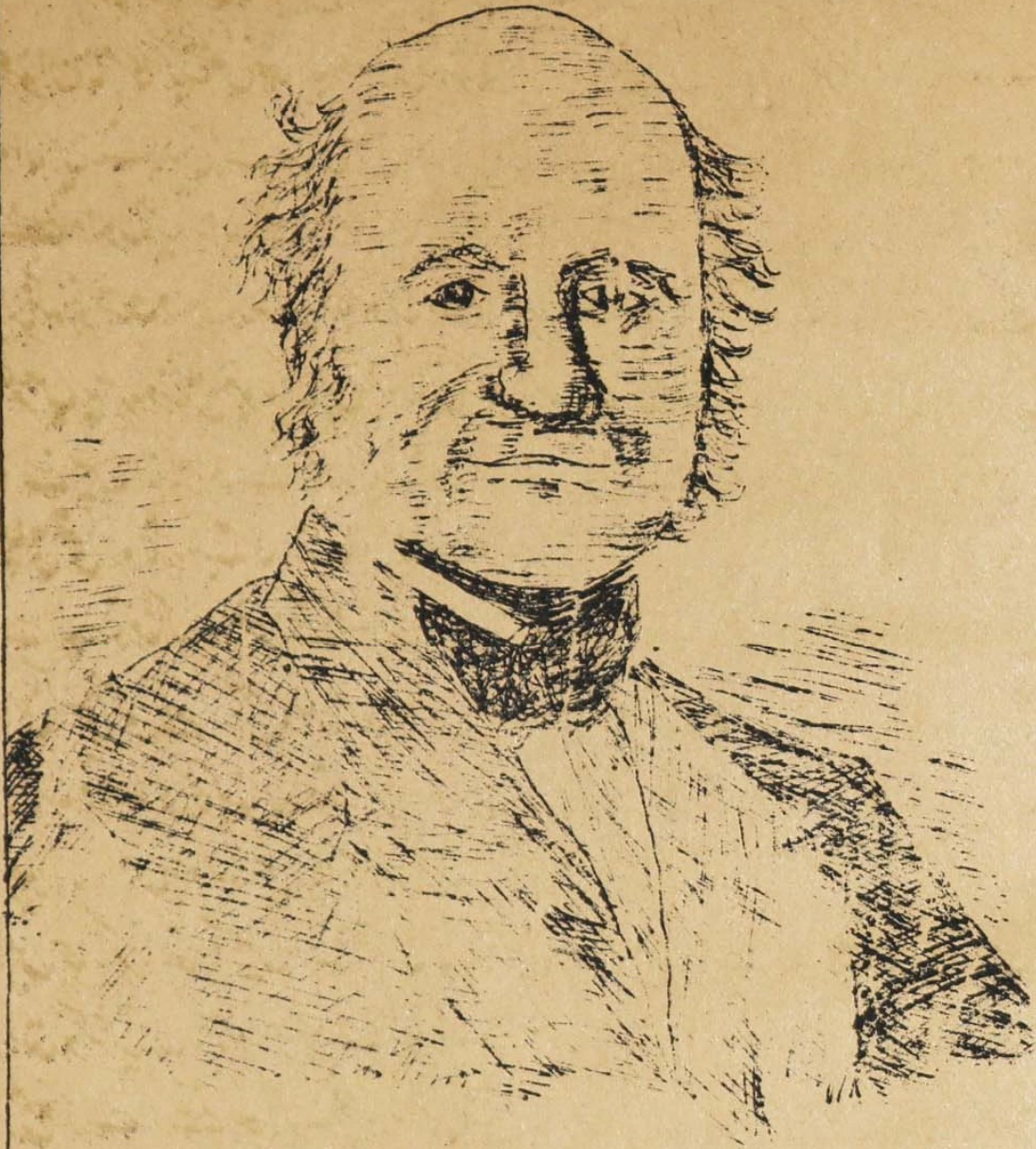
مارشل۔ پی۔ ولڈر

کارنلیئس وینڈربلٹ

سرمایہ دار کروڑپتی

مشہور خاندان کارنلیئس وینڈربلٹ کی دولت اور حشمت کی بنیاد رکھنے والا مندرجہ عنوان نام کا ایک شخص تھا جو ۲۹ مئی ۱۷۹۴ء کو جزیرہ سٹیٹن میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے والدین نے ہالینڈ سے یہاں نقل مکان کیا تھا۔ اسکے بزرگ امپائر سٹیٹ کے پرانے بسنے والوں میں سے تھے۔ اس کا اپنا قصور تھا کہ اسکی تعلیم ادھوری اور ناقص رہی۔ کیونکہ نوشت و خواند سے یہ کوسوں بھاگتا تھا۔ اور پڑھنے سے نفور تھا۔ بارہ سال کی عمر میں یہ ہر روز خلیج نیویارک میں کشتیاں کھیتا ہوا نظر آتا تھا۔ سولہ سال کی عمر میں اسنے پس انداز روپئے سے ایک کشتی خریدی۔ جو نیویارک اور جزیرہ سٹیٹن کے مابین چلتی تھی۔ وینڈربلٹ قدرتاً عالی حوصلہ اور بہادر تھا۔ ۱۸۱۲ء کی لڑائی میں یہ قلعہ حمانڈ سے ایسے خوفناک اور خطرناک طوفان میں جبکہ کسی اور ملاح کو کشتی رانی کی جرأت نہ تھی اپنی کشتی کو کھے کر صحیح و سلامت منزل مقصود پر لیگیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں یہ دو کشتیوں کا مالک اور تیسری کا کپتان تھا۔ ایک سال کے بعد اسنے شادی کر لی اور نیویارک چلا آیا۔ اس زمانے میں یہ سرکاری ذخائر کشتیوں پر بار کر کے قرب و جوار کے مقامات میں لیجایا کرتا تھا جسمیں اسے معقول فائدہ ہوتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس نے متعدد کشتیاں۔ ناؤ اور بجرے خرید لئے۔ ۲۳ سال کی عمر تک اسنے دس ہزار ڈالر جمع کر لئے اسکے بعد ایک چھوٹے سے سٹیم بوٹ کے کپتان کے طور پر جو نیویارک اور نیو برنسوک کے مابین آمد و رفت رکھتا تھا۔ اسنے ٹامس گبنز کی ملازمت اختیار کی اور ہر شب موخر الذکر مقام کے ایک ہوٹل کا بھی منتظم و نگران رہتا تھا۔ ساتھ ہی آٹھ سال کے عرصے میں یہ گبنز کی تمام لائن کا افسر ہو گیا۔ اور حسن انتظام کیوجہ سے اسکی ذاتی آمدنی بھی چالیس ہزار ڈالر سالانہ تک بڑھ گئی۔ نیویارک اور البنی کے مابین جو کشتیاں آتی جاتی تھیں۔ انکو اسنے اجارہ پر لے لیا۔ اور انمیں مزید کشتیوں کا
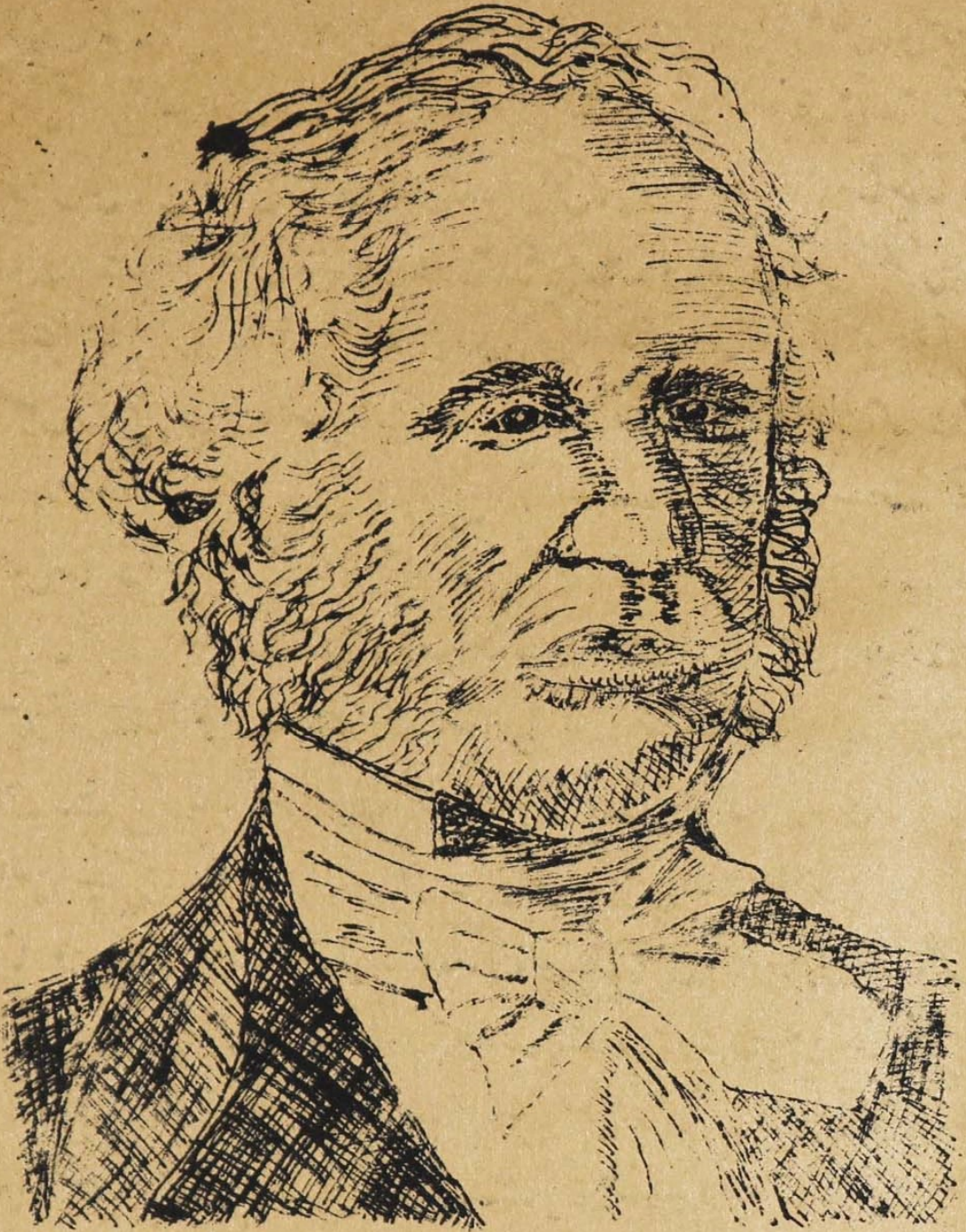
کارنلیئس ونڈربلٹ

کا اضافہ کر کے خوب فائدہ اٹھایا۔ ۱۸۲۹ء میں گبنز سے قطع تعلق کر کے بیس سال تک ہاڈسن اور ڈیلاویر میں فلاڈیلفیا اور بورڈن ٹاؤن کے درمیان بحری آمد و رفت کا سلسلہ کھولنے کیلئے کشتیاں بنوانے میں اور انکو چلانے میں مصروف رہا۔ ۱۸۴۹ء میں اسنے پرو میتھئس نامی سٹیمر بنوا کر اسمیں اسٹیتھمس آف ڈاریئن تک سفر کیا۔ ۱۸۵۱ء میں اسنے نیویارک اور کیلیفورنیا کے درمیان سٹیمروں کی لائن افتتاح کی۔ دو سال تک اس کمپنی کا مینیجر رہا اور پھر پریسیڈنٹ ہوگیا۔ آئندہ سال اسنے نیو آرلینز سے جارج ٹاؤن تک تین سٹیمروں کی ایک نئی لائن قائم کی۔ اس وقت اسکے پاس بہت سی دولت جمع ہوگئی تھی۔ اسنے نارتھ سٹار نامی سٹیمر بنوا کر اسمیں مع اہل و عیال ممالک یورپ کے دریاؤں کا سفر کیا۔ اسکی غیر موجودگی میں سی کے گیریزن اور ڈبلیو۔ ڈی۔ مارگن نے جو کمپنی مذکور کے بہت سے سٹیمروں کے مالک تھے متفق ہو کر اسکو کمپنی کے انتظام و اہتمام سے بیدخل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اسنے واپس آ کر نیو آرلینز سے گالوسٹن تک ایک مخالفانہ لائن تیار کی۔ اسیطرح نیویارک سے اسپین وال تک ذاتی صرف سے بحری راستہ کھولا۔ ان امور سے آخرکار کمپنی مذکور وینڈربلٹ سے صلح کر لینے پر مجبور ہوئی۔ ۱۸۵۵ء میں اسنے نیویارک اور ہیوری کے مابین محض اپنے خرچ سے سٹیمروں کی لائن جاری کی۔ بعد میں اسنے جہازی کاروبار سے انبار روپیہ نکالکر ریلوے لائنوں پر لگایا۔ چنانچہ یہ نیویارک و ہاڈسن بحری ریلوے ساحل جھیل اور میچیگن جنوبی ریلوے کمپنیوں کا پریسیڈنٹ اور ویسٹرن یونین ٹیلیگراف کمپنی کا ڈائرکٹر بنگیا۔ وینڈربلٹ نے اپنا نفیس و اعلیٰ ترین سٹیمر "وینڈربلٹ" نامی گورنمنٹ کی نذر کر دیا۔ جسکے بارے میں کانگریس نے اسکے شکریہ کا ووٹ پاس کیا نیز اسنے نیویارک میں ایک گرجا تعمیر کیا۔ ۲۷ مارچ ۱۸۷۳ء کو وینڈربلٹ نے میتھوڈسٹ ایپسکوپل چرچ کو نصف ملین ڈالر عطا کیا۔ تاکہ اس سرمایہ سے نیشولی ٹن میں نوجوان پادریوں کی تعلیم کیلئے ایک یونیورسٹی قائم کیجائے۔ بورڈ آف ڈائرکٹرز نے اسکا نام وینڈربلٹ یونیورسٹی رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وینڈربلٹ نے یونیورسٹی مذکور کو پھر اسیقدر رقم مرحمت کی۔ مسٹر موصوف نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ شادی کی

اور تیرہ بچے رکھتا تھا۔ ۱۸۷۷ء میں بمقام نیویارک ۸۳ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ اس کا بڑا لڑکا ولیم۔ ایچ۔ ونڈربلٹ جو ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوا تھا۔ باپ کے نقش قدم پر چلا جب ۱۸۸۵ء میں اسنے وفات پائی تو وہ دنیا میں سب سے زیادہ دولتمند شخص متصور ہوتا تھا۔

جان۔ اے۔ روبلنگ

انجینئر

یہ مشہور انجینئر جرمنی کا رہنے والا تھا۔ اور موہولسن میں ۱۲۔ جون سنہ ۱۸۰۶ء کو پیدا ہوا تھا۔ برلن یونیورسٹی کے ایک سکول میں تعلیم پا کر سی۔ ای کی ڈگری سے معزز و ممتاز ہوا۔ اور بعد میں معلق پُل بنانے میں بہت بڑی ناموری حاصل کی۔ سنہ ۱۸۳۱ء میں ترک وطن کر کے امریکہ کا رخ کیا۔ اور یہاں پیٹرزبرگ کے متصل قیام پذیر ہوا۔ اسے دریائے بیور پر فوراً ہی اسسٹنٹ انجینیری کی اسامی مل گئی۔ چند دیگر مقامات میں کام کرنے کے بعد ریاست پنسلوانیا نے اسے ہیرسبرگ سے پیٹرزبرگ تک سڑک کی پیمائش کرنے کیواسطے ملازم رکھ لیا۔ ان سڑکوں میں سے ایک رستہ وہ تھا جس پر اب ریلوے لائن بچھ گئی ہے سنہ ۱۸۴۲ء کے قریب اسنے آہنی تاریں بنانے کا کارخانہ پیٹرزبرگ میں جاری کیا جو بعد میں ٹرنٹن میں منتقل ہوا۔ سب سے پہلے اس نے دریائے الیگھینی کا عظیم الشان معلق پل بنایا۔ جسکے مراسمِ افتتاح مئی سنہ ۱۸۴۵ء میں ادا ہوئے ؀

بعدہٗ اسنے مونون گاہیلا اور ڈیلاویرا اور ہوڈسن نہر پر متعدد معلق پل بنائے سنہ ۱۸۵۱ء میں روبلنگ نے دریائے نیاگرا کے بہت بڑے معلق پل کے بنانے کا کام شروع کیا جو چار سال میں بنکر تیار ہوا۔ اسکے دیگر بڑے بڑے کاموں میں سے ۱۰۵۷ فٹ کے پھیلاؤ سے دریائے کنٹکی پر پل بنانے کی تجویز ہے جو درجۂ تکمیل کو نہیں پہنچی نیز اسنے پیٹرزبرگ میں دریائے الیگھینی پر اور سنسناٹی میں دریائے اوہیو پر شاندار پل تعمیر کئے۔ سب سے اہم اور نازک کام مشرقی دریا پر پل باندھ کر نیویارک اور بروکلین کو باہم پیوستہ کرنا تھا۔ اس بھاری کام کا خاکہ نقشہ اور رپورٹ مرتب کر چکنے کے بعد جبکہ یہ اسکی تعمیر کے ابتدائی کاموں میں مصروف تھا اسکے پاؤں کو ایسی سخت چوٹ لگی جو بعد میں کاٹنا پڑا اور یہ خود بھی ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۸۶۹ء کو انتقال کر گیا۔ اس پل کی تعمیر کا اعزاز قدرت نے اسکے لڑکے ڈبلیو۔ اے۔ روبلنگ کی قسمت میں لکھا تھا جسنے سنہ ۱۸۸۳ء میں پل مذکور کو درجۂ تکمیل پر پہنچایا۔ مسٹر جان۔ اے۔ روبلنگ نے بڑے

اور چھوٹے معلّق پلوں کی نسبت ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی۔ جسکی امریکہ اور دیگر ممالک یورپ میں بہت بڑی قدر ہوئی ؛

جان۔ اے۔ روبلنگ

ہنری۔ڈبلیو۔لانگ فیلو

شاعر

فخر شعرائے امریکہ ہنری وارڈ سورتھ لانگ فیلو ۲۷ فروری ۱۸۰۷ء کو بمقام پورٹ لینڈ (مینی) متولد ہوا تھا۔ ماں کیطرف سے اسکا خاندان جان الڈن اور والد کی جانب سے سلسلۂ نسب آنریبل سٹیفن لانگ فیلو تک پہنچتا تھا موخرالذکر مینی کے وکلاء کا ایک ممتاز رکن تھا اور کئی سال تک کانگرس کا ممبر بھی رہ چکا تھا طفولیت میں لانگ فیلو نہایت خاموشی پسند اور ہر دلعزیز طبیعت رکھتا تھا۔ یہ ابھی بہت ہی کمسن تھا کہ اسے پورٹ لینڈ اکیڈمی میں بغرض تعلیم داخل کیا گیا جہاں اسنے تحصیل علوم میں ایسی ترقی دکھلائی کہ چودہ سال کی عمر میں بوڈوان کالج میں پڑھنے کیلئے بھیجا گیا ۱۸۲۵ء میں گریجویٹ ہوا۔ اور اپنی جماعت میں دوم درجے پر رہا۔ اس کی اعلیٰ قابلیت اور روشن دماغی کے متعلق افسروں کی ایسی اعلیٰ رائے تھی کہ ابھی یہ انیس برس کا بھی نہ ہوا تھا کہ السنہ جدیدہ اور لٹریچر کا پروفیسر مقرر کر دیا گیا لیکن اس عہدے کے فرائض انجام دینے سے پہلے چار سال ممالک یورپ میں رہ کر وہاں کی زبانیں سیکھتا رہا۔

۱۸۲۹ء میں اسنے بوڈوان کالج کی پروفیسری کا چارج لیا۔ ۱۸۳۵ء میں مشہور زبان دان اور مورخ جارج ٹکنر کی جگہ اسنے ہارورڈ یونیورسٹی میں السنہ جدید اور لیٹریچر پڑھانے کیلئے طلب کیا گیا۔ اس نئی پروفیسری کے چارج لینے سے پہلے اس نے ایک سال اور یورپ میں بسر کیا۔ جہاں سے واپس آکر اس نے پے در پے دو منظوم کتابیں شایع کیں۔ جنکے اشعار نے اپنی سادگی و پاکیزگی کی وجہ سے جلد پبلک کے دلوں میں گھر کر لیا۔

۱۸۳۶ء میں ہارورڈ کالج کی پروفیسری کا اسنے اہتمام لیا اور اسی شہر کو اپنا وطن بنا لیا۔ پچاس سال کے بعد یہیں اسنے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسنے رہنے کیلئے ایک پرانے فیشن کا مربع مکان اس موقع پر خرید لیا تھا جو جنگ
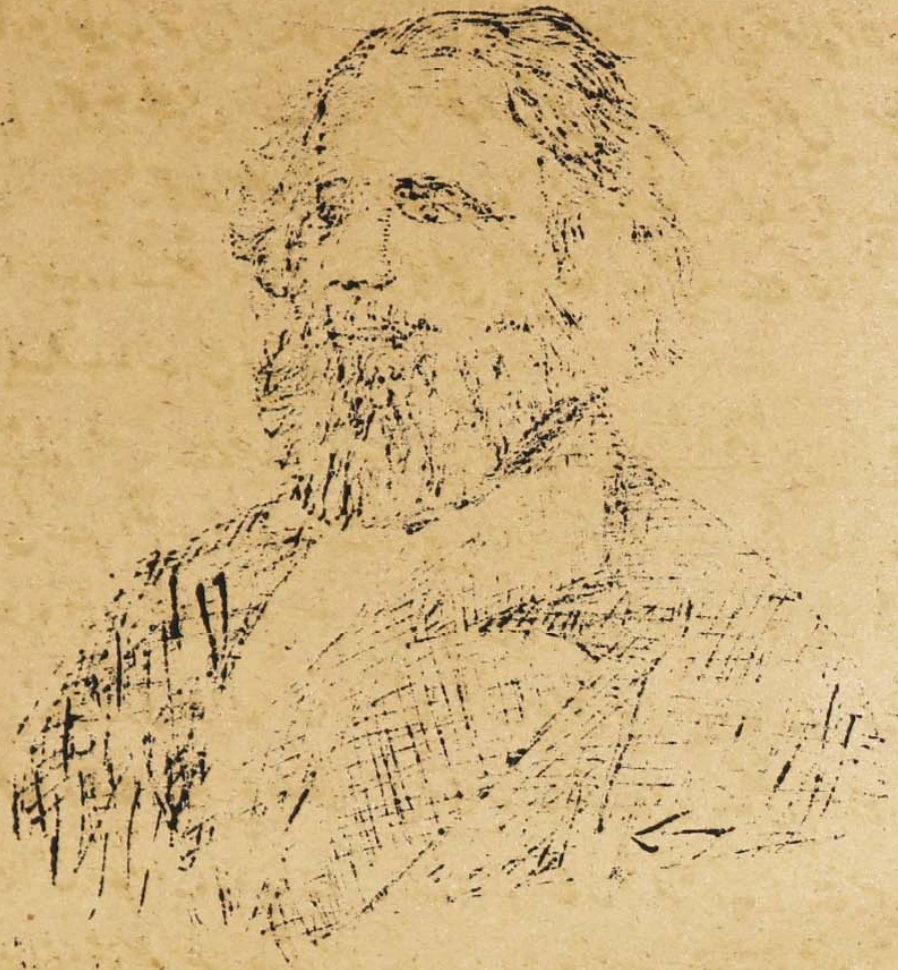
ہنری۔ ڈبلیو۔ لانگ فیلو

نکلنے کے بعد جنرل واشنگٹن کا ہیڈ کوارٹر رہا تھا۔ اس دقیانوسی مکان میں یورپ کے ہر حصہ سے شایقین اس مشہور شاعر کو دیکھنے اور ملاقات کرنے کیلئے آتے تھے۔ گویا یہ مقام اسکی زندگی میں بیشمار لوگوں کا زیارت گاہ بنا رہا۔

سنہ ۱۸۳۶ء سے سنہ ۱۸۵۴ء تک تیس سال یہ نہ صرف پروفیسری کے فرائض تندہی سے انجام دیتا رہا، بلکہ میگزینوں، رسالوں اور اخبارات میں مضامین وا پنا منظوم کلام بھی چھپواتا رہا۔ اسی عرصے میں اسنے بہت سی منظوم کتابیں شایع کیں جنمیں "مطلا داستانیں"۔ "ہسپانیہ کا طالبعلم" اور "رات کی آواز" وغیرہ شامل ہیں۔ "یورپ کی شاعری اور یہاں کے شعراء" نامی رسالہ کا بھی ایڈیٹر تھا۔ بعد میں اسنے کوانا گ کے نام سے ایک فسانہ شایع کیا۔

سنہ ۱۸۴۲ء میں اسنے تیسری مرتبہ یورپ کی سیاحت کی۔ سنہ ۱۸۵۴ء میں لانگ فیلو نے ہارورڈ کالج کے پروفیسری سے استعفےٰ دیدیا۔ اور بقیہ عمر شعر کہنے اور ملکی لٹریچر کو ترقی دینے میں مشروف رہا۔ سنہ ۱۸۶۸ء میں اسکی آخری سیاحت یورپ کے موقع پر یونیورسٹی نے اس کو ڈی سی۔ ایل کی ڈگری عطا کی۔ اس دردانگیز حادثہ سے جو اسکی بیوی کی وفات کا باعث ہوا تھا۔ اسکی صحت کو سخت صدمہ پہنچ چکا تھا۔ اسکی بیوی جبکہ اپنے کمرے میں ایک چٹھی پر مہر لگا رہی تھی۔ اتفاقاً اس کے کپڑوں کو لمپ سے آگ لگ گئی اور اسکا تمام جسم جل گیا اور اسنے حس سختی اور تکلیف سے جان دی۔ اسکی کیفیت لانگ فیلو کے دل سے پوچھنی چاہئیے۔ اس عظیم الشان شاعر نے زندگی کے باقی دن گوشہ نشینی میں کاٹے اور آخر ۲۴۔ مارچ سنہ ۱۸۸۲ء کو ۷۵ سال کی عمر میں اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا۔ اور اپنے پیچھے دو لڑکے اور دو نا کتخدا لڑکیاں چھوڑ گیا۔ لانگ فیلو کی موت امریکہ میں قومی مصیبت تصور کیگئی۔ اسکے جنازے پر امریکہ کے تمام معزز عہدہ دار موجود تھے۔ لانگ فیلو کی لاش خاندانی قبرستان ماونٹ اوبرن میں دفن کیگئی۔ انگلستان کے ملک الشعراء لارڈ ٹینیسن (جو اسکا معصر تھا) کی تحریک و کوشش سے لنڈن کے وسٹ منسٹر ایبے میں لانگ فیلو کی یادگار قائم ہوئی۔

سالمن۔ پی۔ چیز

سالمن پی چیز

مدبر اور چیف جسٹس

سالمن پورٹ لینڈ چیز ایک اور امریکن تھا۔ جسنے زراعت پیشہ طبقہ سے نکلکر شہرت و نامورری حاصل کی تھی ۱۳ جنوری ۱۸۰۸ء کو بمقام کورنش پیدا ہوا تھا۔ اسکا والد اکوئیلا چیز کی نسل سے تھا جو ۱۶۳۰ء میں انگلستان سے ترک وطن کرکے مساچوسٹس میں آبسا تھا۔ چیز کی والدہ سکاچ خاندان سے تھی۔ چیز چار سال کا تھا کہ اسکے والد کا دیوالہ نکل گیا۔ کیونکہ اُسنے کچھ عرصے سے کاشتکاری ترک کرکے گلاس سازی کا پیشہ اختیار کرلیا تھا۔ اس مصیبت کے نازل ہونے کے پانچ سال بعد اہل و عیال کو نہایت تنگدستی و افلاس کی حالت میں چھوڑ کر قضا کرگیا۔ تاہم چیز کو تعلیم دلوانے میں غفلت جائز نہیں رکھی گئی۔ بارہ سال کی عمر میں یہ پڑھنے کیواسطے وارتھنگٹن (اوہیو) بھیجا گیا۔ یہاں اسکا چچا فلینڈر چیز جو اوہیو کا بشپ تھا اسکی تعلیم کا نگران رہا۔ پھر یہ سنسناتی کالج میں داخل ہوا۔ یہاں ایک سال پڑھنے کے بعد اپنی والدہ کے پاس نیوہمشائر میں لوٹ آیا۔ اور ڈارتھ کالج کی جونیر کلاس میں داخل ہوگیا۔ ۱۸۲۶ء میں اسنے ایک سکول واشنگٹن میں کھولا۔ اسکے ساتھ ہی ولیم ورٹ کے پاس قانون کا بھی مطالعہ کیا کرتا تھا۔ سخت محنت اور کوشش سے اسنے قانون میں ایسی اعلیٰ لیاقت حاصل کرلی کہ ۱۸۲۹ء میں اسکو ضلع کولمبیا میں پریکٹس کرنے کی اجازت ملگئی۔ اسپر اسنے سنسناتی میں واپس آکر وکالت شروع کردی۔ ابتدا میں اسے چنداں کامیابی نہ ہوئی۔ اوقات فرصت کو ضایع کرنے کے بجائے اسنے ریاست اوہیو کے قوانین پر شرح لکھی۔ یہ کتاب ایسی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھی گئی کہ اب تک عدالتوں میں اسکے حوالے سنداً پیش کئے جاتے ہیں۔ اسکی اشاعت سے چیز کی خوب شہرت ہوئی اور مقدمات بھی بکثرت آنے لگے۔ اور روپئے کی ہر طرف سے ریل پیل ہوگئی مسئلہ غلامی پر مباحثات کے شروع ہوتے ہی اس نے حبشی غلاموں

کی طرفداری اور حمایت میں حصہ لیا۔ یونائیٹڈ سٹیٹس بنک اوہیو و دیگر انسٹیٹیوشنوں نے
اسکو اپنا قانونی مشیر و پیروکار مقرر کیا۔ ۱۸۳۷ء میں اسنے ایک مفرور حبشی غلام کیطرف سے
عدالت میں جوابدہی و پیروی کی۔ اسی سال اسی عدالت میں وہ جیمز جی۔ برنی
کی جانب سے عدالت میں پیش ہوا جسپر ایک غلامی کے مقدمہ میں قانون ریاست کے
بموجب الزام لگایا گیا تھا۔ ۱۸۴۱ء تک یہ پولیٹکل معاملات سے الگ تھلگ رہکر قانونی
کاروبار میں مصروف رہا۔ پھر مخالفین تجارت غلامان کے جرگہ میں شامل ہوکر جسکا جلسہ
کلمبس میں ہوا تھا۔ اسنے اوہیو میں لبرل پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ لبرل پارٹی نے
تجارت مذکور کے خلاف مسٹر چیز کا لکھا ہوا ایک پرزور ایڈریس پبلک میں شایع کیا
نیشنل لبرل کنونشن جو اس مسئلہ پر غور کرنے کیلئے بوفالو میں مجتمع ہوئی تھی۔ اسمیں
بھی چیز نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ جون ۱۸۴۵ء میں اسی قسم کی ایک اور مجلس جو
سنسناٹی میں منعقد ہوئی تھی اسکا بھی محرک یہی تھا۔ دوسرے سال ولیم ایچ سیورڈ
کیساتھ ملکر اسنے امریکہ کی سپریم کورٹ میں وان کے مقدمے کی پیروی کی ۱۸۴۸ء
میں چیز نیشنل کنونشن کے اجلاس بوفالو کا پریسیڈنٹ بنا۔ جسنے مارٹن وان بورن اور
چیز کو علی الترتیب پریسیڈنٹی و وائس پریسیڈنٹی کیلئے نامزد کیا۔ ۱۲۔ فروری ۱۸۴۹ء میں
ڈیموکریٹک پارٹی سے اسنے مسئلہ غلامان کے اختلاف پر علیحدگی اختیار کر کے انڈیپنڈنٹ
ڈیموکریٹک پارٹی اور ایک قومی کنونشن قائم کی جسکا اجلاس اسکی سرپرستی میں ۱۸۵۲ء
میں بمقام پٹسبرگ ہوا ❖

سینٹ کی ممبری کے دوران میں اسنے غلامی اور دیگر مسائل پر اچھی اچھی
تقریریں کیں۔ چیز اس بل کے مخالفوں نے اسکا نام اوہیو کی گورنری کیلئے پیش
کیا اور کامیاب ہوئے ۱۸۵۵ء میں یہ بہت بڑی مجارٹی سے گیا تھا مگر گورنر منتخب
ہوا اور ۱۸۶۰ء میں بمقام شکاگو جو نیشنل کنونشن منعقد ہوئی تھی اسمیں اس کا نام
عہدہ پریسیڈنٹی کے امیدوار کے طور پر پیش کیا گیا مگر اسکے انکار کر دینے پر یہ
تحریک مذکور واپس لیگئی۔ لنکن کی پریسیڈنٹی کے زمانے میں چیز سکرٹری خزانہ

مقرر ہو کر تین سال تک اس عہدے پر ممتاز رہا۔ وہ مالی پالیسی جسنے قوم کو ہتھیار اُٹھانے پر آمادہ کیا اور کفالت ناموں کے رواج کا باعث زیادہ تر اسیکو سمجھنا چاہیئے +

۳۰ر جون ۱۸۶۴ء کو یہ اس عہدے سے مستعفی ہو گیا۔ چند ماہ کے بعد بجائے ٹینی متوفی کے یہ امریکہ کا چیف جسٹس مقرر ہوا۔ ہؤس آف ریپریزنٹیٹیو نے پریسیڈنٹ جانسن پر جو الزامات لگائے تھے اور اُنکی تحقیقات کیلئے جو کمیشن مقرر ہوئی تھی۔ چیز اُسکا پریسیڈنٹ تھا۔ کانگرس میں ریپبلکن پارٹی کے غلبہ سے یہ ایسا ناراض ہوا کہ اسنے ڈیموکریٹک پارٹی کی جانب سے پریسیڈنٹ نامزد ہونا منظور کر لیا۔ لیکن جب کنونشن کا جولائی ۱۸۶۸ء میں بمقام نیویارک اجلاس ہوا تو معلوم ہوا کہ چیز کے مویدوں کی تعداد نصف درجن بھی نہیں ہے چیف جسٹس ہونے کے زمانے میں اسنے جو فیصلے صادر کیئے۔ وہ واقعات کی چھان بین۔ انصاف اور معدلت گستری کا عمیق نمونہ ہیں۔ ۱۸۷۰ء میں یہ رعشہ کے مرض میں مبتلا ہوا۔ باوجود اس علالت کے اسکی دماغی اور ذہنی قوتیں بدستور تھیں۔ تاہم مرض اندر ہی اندر اسکے مضبوط جسم کی جڑ کو کھوکھلا کرتا چلا گیا۔ آخرکار کمزوری نے بتا دیا کہ وہ اب بہت دنوں تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ ۱۸۷۲ء کا سشن گویا آخری تھا۔ اور ۶۹ برس کی عمر میں ۷ مئی ۱۸۷۳ء کو نیویارک میں اسکا انتقال ہو گیا +

جارج۔ ڈبلیو چائلڈز

جارج - ڈبلیو - چائلڈز

مُحبّ ِ مُلک

فلاڈلفیا کے مشہور اخبار لیجر کا نامور مالک جارج - ڈبلیو - چائلڈز ۱۲ - مئی ۱۸۲۶ء
کو بالٹمور میں پیدا ہوا تھا۔ اسکی تعلیم پرائیوٹ مدارس میں ہوئی۔ ابھی بارہ برس کا بھی
نہ ہوا تھا کہ اُسے خود اپنی روٹی کمانی پڑی۔ چنانچہ تعطیلات مدرسہ میں یہ بالٹمور
کے کتب فروشوں کے ہاں پیغام و خطوط رسانی کا کام کرتا تھا جسکی اجرت اسے
دو ڈالر فی ہفتہ ملتی تھی۔ مسٹر چائلڈز نے اپنی سوانحعمری میں خود لکھا ہے "کہ مجھے سخت
کام کرنا پڑتا تھا اور کبھی بیکار نہیں رہا ہر وقت کوئی نہ کوئی کام میرے کرنے کیلئے
ہوتا تھا۔ اور میں اُن کاموں کو خوشی سے انجام دیتا تھا اور ایک ایک پیسہ سخت
محنت سے کماتا تھا"۔ مدرسہ چھوڑنے کے بعد یہ امریکہ کے بحری صیغہ میں بطور ایک ادنیٰ
خدمتگار کے ملازم ہوا مگر یہ فعل اسے کچھہ پسند نہ آیا۔ اسلئے نوکری چھوڑ کر فلاڈلفیا چلا گیا۔
اور ایک کتب فروش کے ہاں بطور کلرک کے اسے جگہ ملگئی۔ اُس زمانہ کی تحریری
آجکل کی کلرکی سے مختلف تھی۔ کلرک کو صبح سے شام تک دوکان کے ہر قسم کے
کاروبار انجام دینے پڑتے تھے۔ چنانچہ صبح کو سب سے پہلے یہ دوکان میں پہنچکر
پختہ فرش کو دھو کر ناشتہ کے وقت سے پہلے کتابوں کو قرینہ سے لگا دیتا تھا۔
موسم سرما میں اسے آگ بھی جلانی پڑتی تھی مزید براں جب دوکاندار کسی نیلام میں کتابیں
خریدتا تو چائلڈز کو وہ کتابیں ایک پہیہ والی گاڑی میں لاد کر ہاتھ سے کھینچتے ہوئے
دوکان پر لانی پڑتی تھیں۔ بارہا نیلاموں میں جانے آنے سے یہ مشہور اور قیمتی
کتابوں کے ناموں اور انکی مناسب قیمتوں سے واقف ہوگیا۔ اور کم قیمت پر
کتابیں خرید لانے سے آقا کی نگاہوں میں بھی اسکی کسیقدر وقعت بڑھ گئی۔
نیویارک اور بوسٹن میں کتابوں کی خرید و فروخت کے متعلق خوششماہی بڑے بڑے
بازار لگتے تھے، انمیں اسکا آقا مسٹر ٹامسن اسے بطور اپنے وکیل کے بھیجا کرتا تھا۔

جہاں اسکی امریکہ کے بڑے بڑے تاجران وخریداران کتب سے ملاقات ہوگئی۔ دوران
ملازمت میں چائلڈز کفایت شعاری کے اصول کو ایک لحظہ کیلئے بھی نظر انداز نہ کرسکا۔
ضروری اخراجات کے بعد جو کچھ بچتا اُسے وہ بڑی احتیاط سے جمع کرتا جاتا تھا۔ بعد میں
لکھہ پتی بنکر بھی اسنے کفایت شعاری اور جزو رسی کو ہاتھ سے نہیں دیا چنانچہ مسٹر چائلڈز
کا مقولہ ہے کہ "میں اپنی کامیابی کیلئے اپنی محنت۔ کفایت شعاری اور اجتناب خمر کا ممنون
ہوں"۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اسکے پاس اسقدر روپیہ جمع ہوگیا کہ جس سے وہ خود ایک
چھوٹی سی دوکان کرایہ پر لیکر کتب فروشی کرنیکے قابل ہوگیا۔ اسکی یہ تجارت خوب
پھلی پھولی اور اسکا سرمایہ روز بروز بڑھتا گیا تین سال کے بعد جبکہ اسکی عمر ۲۰ سال
کی تھی اسنے آر۔ ای پیٹرسن اینڈ کمپنی کے مطبع میں بطور پبلشر کے تعلق پیدا کرلیا۔ اور
کچھہ عرصے کے بعد کارخانہ مذکور کا حصہ دار بنگیا۔ مطبع کی شراکت سے بھی چائلڈز کو
معقول فائدہ ہوا۔ جو کتابیں پہلی مرتبہ اس پریس میں چھپیں اُمیں سے ایک ڈاکٹر کین
کا شمالی سفرنامہ بھی تھا۔ جس سے کارخانہ کو اسقدر فائدہ ہوا کہ صرف ایک سال کے
اندر مصنف کو ستر ہزار ساورن بطور حق تصنیف ملا۔ دیگر مقبول عام اور کامیاب کتابوں
میں ڈاکٹر الیون کی "لغات مصنفین امریکہ وانگلستان" "پارسن برون لو" کی تصنیف (جسکی
قبل از اشاعت پچاس ہزار درخواستیں پہنچگئی تھیں) اور اُس مصنف کی سائنس کی کتاب
جسکی اڑھائی لاکھہ جلدیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئیں۔ بوئر کی قانونی ڈکشنری وغیرہ
وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ سنہ ۱۸۶۳ء میں یہ اِس کارخانہ سے قطع تعلق کرکے اخبار پبلک لیجر کا مالک ہوا۔ یہ
پرچہ کئی سال سے ڈیڑھ لاکھہ ساورن سالانہ کے نقصان سے جاری تھا۔ لیکن
اس نے براہ راست چارج لیتے ہی دو سادہ اصولوں کی بنا پر اخبار کی آمدنی
بڑھانے کی کوشش کی۔ اول تو یہ کہ اخبار کی قیمت المضاعف کردی۔
اور دوم اشتہارات کی شرح اجرت بڑھادی۔ گو اسطرح اسکے بعض خریدار جاتے رہے
اور بعض سوداگروں نے اشتہار چھپوانے بند کردئیے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں
خوبی مضامین سے اخبار کی اشاعت اور اشتہارات میں مستقل طور پر ترقی رونما ہوئی

اس اخبار کو ہر دلعزیز بنانے کیلئے ابتدا میں چائلڈز کو سخت محنت کرنی پڑی۔ کئی سال تک اسکی یہ کیفیت رہی کہ نصف نصف شب تک کمرہ ایڈیٹوریل میں بیٹھا ہوا لکھتا رہتا تھا۔ اور بارہ سے چودہ گھنٹوں تک روزانہ دفتر میں کام کرتا تھا۔ ابتدا سے چائلڈز کو اس امر کا نہایت خیال رہا کہ کوئی خلاف تہذیب کلمہ اخبار میں شایع نہ ہو۔ بس اس لحاظ سے لیجر پبلک کو صرف خبریں ہی بہم نہیں پہنچاتا تھا بلکہ محافظ اخلاق بھی تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر پرائم کا قول ہے کہ "چائلڈز نے اپنے اخبار کو تمام مکروہ، شرمناک اور ناپاک جرائم کے واقعات وخبروں کی اشاعت سے پاک وصاف رکھا ہے۔ اور کوئی ایسا مضمون درج نہیں ہونے پاتا جو کسی وجہ سے ایک مہذب خاندان کے حلقے میں بلند آواز سے پڑھے جانے کے قابل نہ ہو۔ غرضکہ وہ تمام تحریریں جو دلوں کو گمراہ طبیعتوں کو خراب اور نوجوانوں کے ہوا و ہوس کے جوش کو بھڑکانے کا باعث ہو سکتی ہیں لیجر کے صفحات سے خارج ہیں"۔ چائلڈز نے اپنے پاکیزہ اقوال اور اصول اخلاق کو مدنظر رکھنے کی وجہ سے گھروں میں لڑکیوں اور عورتوں کے پڑھنے کے قابل اخبار بنایا۔ اس پالیسی نے شہر کے شرفا وتجار کو جذب مقناطیسی سے اپنی طرف کھینچا۔ جنھوں نے بڑی خوشی سے اسے روزانہ خریدنا اور مطالعہ کرنا منظور کیا۔ اور یہ اخبار اشتہارات کے مشتہر کرنے کا بہترین ذریعہ متصور ہونے لگا۔ ۲۰۔ جون ۱۸۶۶ء کو لیجر کے دفتر کی وہ عمارت بنکر تیار ہوئی جس میں اب یہ پرچہ چھپتا ہے۔ چائلڈز نے اسکے افتتاح کے موقع پر ایک عظیم الشان دعوت دی جسمیں امریکہ کے ہر حصے کے معزز و مقتدر عہدہ دار اور رؤسا مدعو کئے گئے تھے +

صرف اخبار لیجر سے ہی مسٹر چائلڈز تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ بہت سے نیک و رفاہ عام کے کاموں سے وہ کسی نہ کسی پیرایہ میں لگاؤ رکھتے ہیں مسٹر موصوف کے مدت العمر کے کارنامے اس کثرت سے ہیں کہ حب الوطنی کا لفظ محدود معنی رکھنے کی وجہ سے ان پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ غالباً اسکے اکثر نیک کام کبھی دنیا کو معلوم نہ ہوں گے کیونکہ یہ اس اصول کا آدمی ہے کہ خیرات ایسے پوشیدہ طور پر ہونی چاہیئے کہ داہنے ہاتھ کے دیئے ہوئے سے بائیں ہاتھ کو مطلق خبر نہ ہو۔ یہ ہر سال ہر مہینے ہر روز

بلکہ ہر لحظہ کسی نہ کسی رفاہ عام کے کام میں مصروف رہتا ہے۔ اسکے پرائیویٹ عطیوں کی مقدار لکوکھا روپے تک پہنچتی ہے۔ اور پبلک چندے بھی اسنے پرائیویٹ عطیوں سے کچھ کم نہیں دیئے۔ اگر ان تمام بیواؤں یتیموں۔ محتاجوں اور ایسے کاروباری اشخاص کی جنکی ضرورت کے وقت چائلڈز نے اعانت کی اور انکو تباہی سے بچایا۔ فہرست بنائی جائے تو ایک اتنی بڑی سپاہ کے برابر ہوگی جو فلاڈلفیا کے دروازوں سے ایک زبردست دشمن کی سپاہ کو ہزیمت دینے کیلئے کافی ہوسکے۔ جن وسائل سے یہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانیکی کوشش کرتا رہا ہے۔ اگر انکا ذکر کیا جائے تو اس کیلئے بھی ایک علیحدہ رسالے کی ضرورت ہوگی ÷

اس نے اپنے خرچ سے وسٹ منسٹر ایبے میں مشہور شعرا ولیم کوپر اور جارج ہربرٹ کی یادگاریں قائم کیں۔ اور کنل گرین میں لیہ ہنٹ کو بھی اس اعزاز سے محروم رکھنا گوارا نہ کیا۔ ہزاجگر ایلن پو کی یادگار اسنے استادہ کی۔ امریکہ میں جنرل ولسن اور انگلستان میں سموئیل سی۔ ہال نے ٹامس مور شاعر کی یادگار کے واسطے جو اپیل مشتہر کی تھی۔ اسمیں سب سے زیادہ چندہ دینے والا یہی تھا ÷

۱۸۶۸ء میں اسنے فلاڈلفیا کی ٹاپوگرافیکل سوسائٹی کو قبرستان کیواسطے اراضی مع ایک معقول رقم کے عطا کی۔ تاکہ اس سے ہمیشہ قبرستان کی مرمت اور اسکی درستی وغیرہ ہوتی رہے ÷

۱۸۸۶ء میں انٹرنیشنل ٹاپوگرافیکل یونین کے سالانہ جلسے میں مسٹر چائلڈز نے دس ہزار ساورن بلا کسی شرط کے سوسائٹی کے سامنے پیش کئے۔ جسمیں سے نصف چندہ اسکا اور بقیہ نصف اسکے دلی دوست مہاجن انتھونی۔ جے۔ ڈریکسل کا تھا۔ نیز اس جلسے میں قرار پایا کہ مشرقی میسیسپی کے پرنٹر آئندہ مسٹر چائلڈز کی سالگرہ پر ایک ایک ہزار امر (دسکہ) چندہ جمع کیا کریں ÷

۱۸۸۸ء میں انٹرنیشنل ٹاپوگرافیکل یونین نے مسٹر چائلڈز کو پریسیڈنٹ کے عہدہ کیلئے نامزد کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اہل امریکہ نے اس تحریک کو حسن مسرت اور خوشی سے سنا۔ اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ ڈیموکریٹ ریپبلکن پارٹیاں اور اکثر مہاجن اور سوداگر وغیرہ میدان انتخاب میں مسٹر چائلڈز کے جھنڈے

کے لئے نیچے استادہ ہونے پر تیار ہو گئے۔ مشرقی حصہ کے ایک ڈیمو کریٹک پرچے نے انتخاب کے اخراجات کیلئے ایک لاکھ ساورن اور مغربی حصہ کے ایک اخبار نے پچاس ہزار ساورن بطور نذرانہ پیش کرنا چاہا۔ ریپبلکن پارٹی کے بڑے بڑے اخبارات بھی چندہ دینے میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کے خواہاں تھے۔ غرضکہ تمام ملک مسٹر چائلڈز کے حق میں ووٹ دینے پر تیار تھا۔

مسٹر چائلڈز اس بلا درخواست اعزاز کے قبول کرنے کیلئے تیار نہ تھا۔ باوجودیکہ ملک نے نہایت منت والتجا کی۔ مگر اسنے پریسیڈنٹ نامزد ہونے سے صاف انکار کر دیا۔ جب اس پر بھی لوگ نہ مانے تو اس نے یہاں تک کہدیا کہ اگر میں منتخب بھی ہو گیا تو پھر بھی اس عہدہ کو ہرگز منظور نہ کروں گا۔

مسٹر چائلڈز کے دیگر مفید کاموں میں شیکسپیئر کی یادگار کا فوارہ بھی قابل ذکر ہے جو اس مشہور ڈراما نویس کے پرانے مکان واقع سٹریٹ فورڈ (انگلستان) کی زیب و زینت کو بڑھا رہا ہے۔ اسکی رسم افتتاح ۱۷ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو ایک معزز مجمع میں جسمیں سفیر امریکہ اور لارڈ ہائی سٹوارڈ آف کونٹی وغیرہ موجود تھے۔ ادا ہوئی تھی نیز مسٹر چائلڈز نے وسٹ منسٹر کے سینٹ مارگریٹ گرجے میں ملٹن شاعر اور ونچسٹر چرچ میں بشپ کن کی یادگاریں قائم کیں۔

مسٹر چائلڈز کو جس کثرت سے دنیا کے مشہور اور نامور اشخاص کی میزبانی کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ وہ بجائے خود امریکہ کی تاریخ میں ایک عدیم النظیر مثال ہے۔ ان کثیر التعداد معزز و جلیل القدر مہمانوں میں سے چند نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

(سپہ سالاران):- گرانٹ۔ شرمن۔ ہڈ۔ شیریڈن۔ ہنکاک۔ میکڈووِل اور ٹیرسن (چیف جسٹس):- ویٹ۔ اسانکر۔ سیلمن فش۔ رابرٹ سی ونتھراپ۔ چارلس فرانسس اومز۔ و دیگر معززین مثلاً میسز آرتھر۔ کلیولینڈ۔ کارنیلیس وینڈربلٹ۔ ٹامس اے ایڈیسن۔ سیمن کیمرن۔ ہنری ولسن۔ ولیم ایم الورٹ۔ جیمز جی بلین۔ اگسٹ بلمونٹ۔ الگزینڈر ایچ سٹیفن۔ سٹیفن جے ٹلڈن (جسکی آخری تمنا یہ تھی کہ مسٹر چائلڈز اسے صورت دکھا جائے) ہلبس جے بورنگ۔ مسز گرو ور کلیولینڈ۔ چارلوٹی کشمن۔ کرسچن نلسن۔ ہریٹ ہوسمر۔ ٹامس اے بیارڈ۔ سابق شہنشاہ و

شہنشاہ بیگم برازیل۔ ڈیوک و ڈچز آف بکنگھم۔ ڈیوک آف سدرلینڈ۔ ڈیوک آف نیوکیسل۔ لارڈ ڈفرن۔ لارڈ روزبری۔ لارڈ ہیوٹن۔ لارڈ الجیسٹر۔ لارڈ وراسن۔ لارڈ السیلے ولیہ۔ لارڈ ہرشل۔ لارڈ کیتھ نس۔ اور لارڈ واٹروُن۔ لیڈی فرینکلن۔ ڈین شیلی کینن کنگسلی۔ چارلس ڈکنس۔ جارج اگسٹس سالا۔ جوزف چیمبرلین۔ جیمز انتھونی فروڈ۔ پروفیسر ٹنڈل۔ پروفیسر بی پرائس۔ امیر البحر لارڈ کلیرنس پیگٹ۔ چارلس کین۔ مارٹن سی اخمبیو ہربرٹ سپنسر اور سر ایڈورڈ تھارنٹن۔ علاوہ بریں اور بہت سے ذی رتبہ مہمانوں کے یادگارانہ تحائف مسٹر چائلڈز کے مکان میں موجود ہیں۔ جنمیں معزولی شہنشاہ برازیل بھی ہے جسکے نیچے انھوں نے اپنے قلم سے اپنا نام لکھا ہے نیز ڈچز بکنگھم نے جو قیمتی کرسی مسٹر چائلڈز کو بھیجی تھی۔ وہ بھی قابل دید ہے۔ مسٹر چائلڈز کی لائبریری کی الماریوں میں بکثرت کتابیں چنی ہوئی ہیں۔ جو مصنفین ہدیتاً ان کو بھیجتے رہتے ہیں۔ اور انمیں بہت سی کتابیں خود مسٹر موصوف کے نام نامی سے معنون کی گئی ہیں۔ علاوہ بریں مسٹر چائلڈز کے البم میں صدہا معزز مرد اور عورتوں کی تصاویر اور اُنکے دستخط موجود ہیں جنکو کبھی کبھی انکے گھر میں بطور مہمان کے قیام کرنے کا اتفاق ہوا ہے ؛

فلاڈلفیا کے اس نامور خیر خواہ بنی نوع انسان اور امریکہ کے مشہور ترین اخبار نویس کی زندگی کے واقعات نہایت اختصار سے ہم نے قلمبند کئے ہیں۔ اگر اسکی زندگی کے کارناموں پر بالتفصیل خامہ فرسائی کیجائے تو ایک ضخیم کتاب لکھی جانے پر بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ ابھی اسکی زندگی کے نصف واقعات پر بھی بحث نہیں ہوئی ؛

ایک معزز امریکن جارج ڈبلیو۔ کرٹس لکھتا ہے کہ مسٹر ڈبلیو۔ چائلڈز ملک میں عالمگیر وقعت رکھتا ہے اور اعلیٰ درجے کی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے اور ہمیشہ کسی نہ کسی نیک کام میں لگا رہتا ہے۔ گو وہ متموّل شخص ہے مگر وہ اپنے آپکو بطور امین کے تصور کرکے اپنی دولت رفاہ عام اور دوسروں کی بہبودی میں صرف کرتا ہے۔ اور انسانی اولوالعزمیوں کو مالی امداد سے سرسبز و شاداب کرتا رہتا ہے بحیثیت اخبار نویس کے وہ امریکہ کے ایک کثیر الاشاعت اور کامیاب اخبار

کا مالک ہے۔ جو تہذیب اخلاق اور روشن ضمیری کے اصولوں سے چھایا جاتا ہے اور وہ دنیا کے نامور ترین اشخاص کا ذاتی دوست ہے غرضکہ مسٹر ڈبلیو۔ چائلڈز فلاڈلفیا میں ایک نہایت خوش قسمت شخص ہے" نہ صرف ملازم اسکی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں نہ صرف اہل وطن اسکی عزت و تعظیم کرتے ہیں بلکہ دنیا میں جہاں جہاں انگریزی زبان بولی جاتی ہے۔ وہاں کے باشندے بھی اسکے نام سے واقف ہیں اور اسکا ذکر تعریف کے ساتھ کرتے ہیں۔ کتاب ہذا کے لکھنے کے وقت یعنی ۱۸۹۰ء میں مسٹر جارج ڈبلیو۔ چائلڈز صحیح وسلامت موجود ہیں اور خدا کے فضل سے خوب تندرست و توانا ہیں۔ اور انکی پرہیزگاری اور اعتدال پسند طبیعت سے اُمید ہے کہ وہ اہل ملک کے فائدہ کے لئے ابھی بہت سالوں تک زندہ رہینگے ۔

چانسی مچل ڈیپو

چانسی۔ مچل۔ ڈیپیو
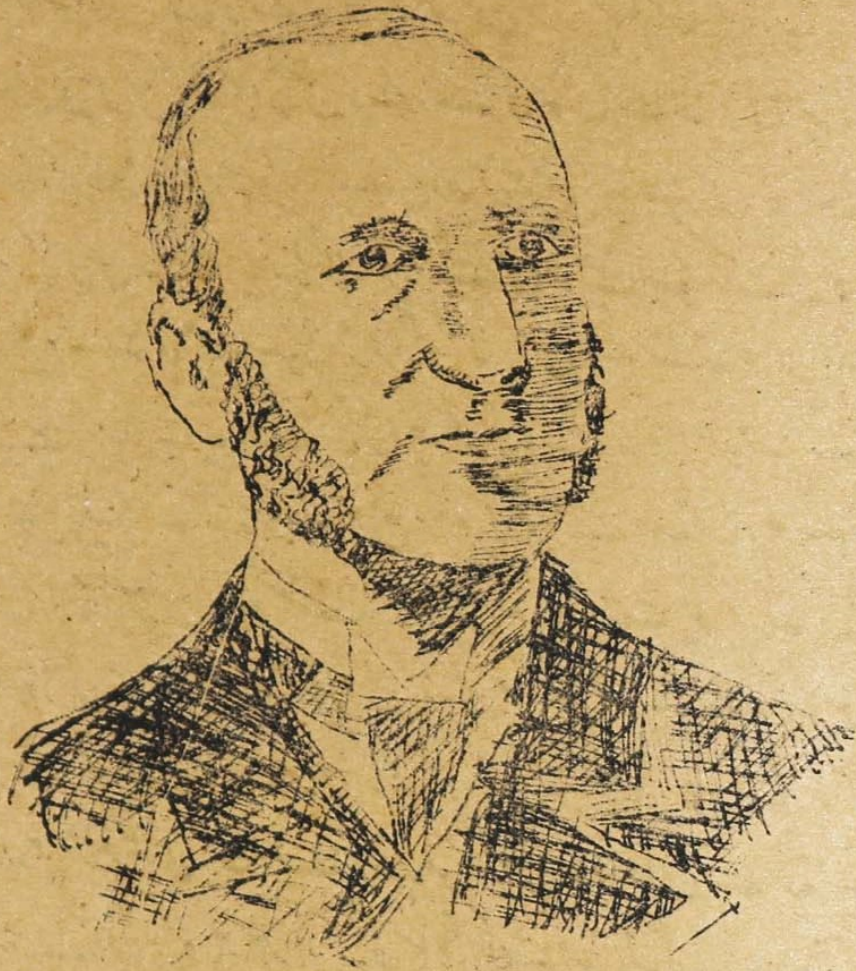
فصیح و بلیغ تقریر کرنے والا

امریکہ کا نامور ترین سپیکر چانسی۔ ایم۔ ڈیپیو ۲۳۔ اپریل سنہ ۱۸۳۴ء کو پیکسکل میں اپنے دو سو سال کے پرانے خاندانی گھر میں پیدا ہوا تھا۔ یہ فرنچ نسل سے تھا۔ ۲۲ سال کی عمر میں ڈگری حاصل کر کے اسنے قانونی مطالعہ شروع کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد اسے پریکٹس کرنے کی اجازت ملگئی۔ اپنے اس انتخاب کردہ پیشے میں یہ ابتدا ہی سے کامیاب نکلا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بطور ایک لائق قانون دان کے اسکی شہرت تمام ملک میں پھیل گئی۔ اس نے سنہ ۱۸۶۰ء میں پریسیڈنٹ لنکن کیلئے ریاست نیویارک میں چل پھر کر لکچر دیئے۔ اور اسوقت سے اتبک یہ انتخابات پریسیڈنٹ کے ہر ایک موقع پر سرگرمی سے حصہ لیتا رہا ہے۔ مچل ڈیپیو ایک مستقل مزاج ریپبلکن ہے سنہ ۱۸۶۱-۶۲ء میں یہ ریاست نیویارک کی مجلس واضع آئین و قوانین کا ممبر رہا۔ اور دوران ممبری اس کچھ عرصے تک یہ مجلس کے سپیکر کے فرائض انجام دینے کے علاوہ رسل و رسائل کی کمیٹی کا پریسیڈنٹ بھی رہا۔ سنہ ۱۸۶۳ء میں یہ سیکرٹری آف سٹیٹ مقرر ہوا۔ لیکن دو سال کے بعد اسنے دوبارہ منتخب ہونیسے انکار کر دیا۔ پھر نیویارک کا ٹکس کمشنر مقرر کیا گیا۔ زیادہ عرصہ گزرنے پایا تھا کہ امریکہ نے اسے اپنا سفیر بنا کر جاپان بھیجا گیا۔ لیکن قلیل مدت کے بعد یہ اس عہدے سے مستعفی ہو کر نیویارک چلا آیا۔ اور پھر قانونی پیشہ میں مصروف ہو گیا سنہ ۱۸۶۶ء میں یہ نیویارک اور ہارلم ریلوے لائن کا اٹرنی بنایا گیا۔ بعدہ واشنگٹن اور نادرن ریلوے کا بھی قانونی مشیر مقرر ہوا +

سنہ ۱۸۷۲ء میں مچل ڈیپیو لبرل پارٹی کیطرف سے لفٹنٹ گورنری کا امیدوار ہوا مگر انتخاب میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دو سال کے بعد ریاست کی مجلس قانون سازی نے اسے ریاستی یونیورسٹی کا ریجنٹ اور دار الریاست البنی کی

عمارات کا کمشنر مقرر کیا ÷

امریکہ کی مجلس سینٹ سے کونکلنگ اور پلاٹ کے مستعفی ہونے پر اس نے اپنے آپ کو موخرالذکر شخص کے بجائے بطور امیدوار کے پیش کیا۔ گو ریپبلکن پارٹی کے ۵۰ ممبروں نے اسکے حق میں ووٹ دیئے۔ مگر آخر کار ۸۲۔ اور کی امیدواری کے بعد اس نے ایثار نفس کا عجیب ثبوت دیا یعنی وارنر ملر کی کامیابی کیلئے خود میدان انتخاب سے کنارہ کش ہوگیا ÷

۱۸۸۲ء میں نیو یارک سنٹرل ریلوے لائن کے دوبارہ نظم و نسق پر یہ ولیم ایس پریسیڈنٹ منتخب ہوا۔ ۱۸۸۵ء میں جیمز رو ڈر کے انتقال پر اسنے کرسی صدارت پر اجلاس کیا۔ بچہ مغربی کنارے کی ریلوے لائن کا پریسیڈنٹ بنایا گیا۔ ان عہدوں پر مامور یت کے زمانے میں اسنے ریلوے کے جزو و کل معاملات انکی پالیسیوں اور اغراض و فوائد کی نسبت اپنی کامل واقفیت سے لوگوں کو حیرت و تعجب میں ڈال دیا

مسٹر ڈیپو کو اگر امریکہ کا عدیم النظیر فصیح و بلیغ سپیکر کہیں تو بیجا نہیں۔ خصوصاً دعوتی تقاریب پر اسکی تقریریں نہایت لطف انگیز تسلیم کیگئی ہیں۔ یہ نیو یارک کے یونین لیگ کلب کا پریسیڈنٹ بھی رہ چکا ہے۔ اسکی مشہور سپیچوں میں سے دو تقریریں قابل ذکر ہیں جو اسنے الگزینڈر ہملٹن کے مجسمہ اور بارتھولڈی کے بت آزادی کے موقع پر۔ اور پریسیڈنٹ گارفیلڈ کی سوانحعمری اور اسکے اوضاع و اطوار کی نسبت کی ہیں ÷

ہنری وارڈ بیچر

طلیق اللّسان واعظ

مندرجۂ عنوان شخص سے بڑھکر کوئی طلیق اللسان واعظ مذہب و اخلاق کا رہنما اور پولیٹکل مسائل کا ہادی امریکہ میں نہیں گزرا۔ یہ لچ فیلڈ کن میں جس ۲۴۔ جون ۱۸۱۳ء کو پیدا ہوا تھا۔ اور اپنے والدین لیمن اور روگزانا فوٹ بیچر کا آٹھواں بچہ تھا۔ تین سال کی عمر میں اسکی حقیقی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اسکی سوتیلی ماں بڑی تندمزاج تھی۔ اسکی خانگی تربیت کچھ عمدہ نہ تھی۔ اسکی سوتیلی والدہ کی بدمزاجی کے ناگوار اثر کو اسکی ظریفانہ طبیعت کسیقدر کم کردیتی تھی۔ امہرسٹ کالج سے ڈگری حاصل کرنے میں اسنے اپنی علمی لیاقت کا چنداں قابل قدر ثبوت نہیں دیا۔ تاہم مطالعہ کا نہایت شائق تھا اور انگریزی لٹریچر کی کتابیں اسکول سے پسند تھیں نیز کاسۂ سر کے علم کو بھی اسنے بڑے شوق سے حاصل کیا تھا۔ وارڈ بیچر منشی اشیاء سے سخت اجتناب کرتا تھا۔ اور ترک شراب و علم کاسۂ سر پر اس نے بارہا پرزور لکچر دیئے۔ کالج چھوڑنے کے بعد یہ سنسناٹی چلا گیا۔ جہاں اس کے کنبہ نے نقل مکان کرلیا تھا۔ یہاں اسنے مذہبی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ اس مصروفیت کی حالت میں بھی یہ اس مقام کے ایک اخبار کی ایڈیٹری کے فرائض انجام دیتا رہا۔ آخرکار اسنے وعظ اور ایڈیٹری کے پیشوں میں سے اول الذکر کو ترجیح دی۔ اور ۱۸۳۷ء سے پادریانہ طور پر قصبہ لارنس برگ میں زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کے پہلے وعظ کے سننے والے بیس آدمیوں سے زائد نہ تھے۔ واعظ کو مذہبی رسوم ادا کرنے کے علاوہ اسے گرجے میں جھاڑو دینے۔ لمپ روشن کرنے اور آگ جلانے کے فرائض بھی انجام دینے پڑتے تھے جیسا کہ قیاس کیا جاسکتا ہے یہ اس گرجے میں زیادہ عرصے تک نہیں رہا جب انڈیانا پولس کے پریسبٹیرین چرچ کے متولیوں نے اسے ۱۸۳۹ء میں اسے طلب کیا تو اسنے بڑی خوشی سے چرچ مذکور کی ملازمت منظور کرلی۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس کی فصاحت و بلاغت کی

ہنری وارڈبیچر

نہ صرف شہر سنسناٹی بلکہ تمام ریاست میں دھوم مچ گئی۔ اسکے دلچسپ لکچروں کے سلسلے
سے نوجوانانِ شہر کو بہت بڑا فائدہ پہنچا۔ یہ اپنے زمانے کا ایک حیرت انگیز واعظ تھا اور
اسکے مضامین وعظ نہایت دلچسپ ہوتے تھے۔ قماربازی اور دیگر مذموم افعال کے خلاف
اسکا وعظ سننے کیلئے لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے تھے۔ بولنے والا اس بلا کا تھا
کہ ایک مرتبہ برابر اٹھارہ ماہ تک مختلف مضامین پر روزانہ وعظ و پند کرتا رہا۔ یہ کچھ
عرصے تک ایک زراعتی اخبار انڈیانہ پولس جرنل کا ایڈیٹر بھی رہا۔ ۱۸۴۷ء میں بمقام
بروکلین۔ پلائی موتھ کونگریگیشنل چرچ کی بنیاد پڑنے پر یہ اس گرجے کا پادری بنایا گیا۔
اسی سال کے ماہ اکتوبر میں اسنے غلامی۔ جنگ پرہیزگاری اور دیگر اخلاقی مضامین پر لکچروں کا
سلسلہ شروع کیا۔ چالیس سال یعنی مرتے دم تک وہ چرچ مذکور میں پادریانہ فرائض انجام
دیتا رہا۔ اسکے عہد میں چرچ مذکور کے معتقدین کی تعداد میں حیرت انگیز ترقی ہوئی اور اسکی
فصاحت وبلاغت کے جھنڈے امریکہ میں گڑ گئے۔ سامعین کی اسقدر کثرت ہوتی تھی
کہ ایک انچ جگہ بھی خالی نظر نہ آتی تھی۔ اور جگہ کی تنگی کیوجہ سے ہمہ تن گوش حاضرین کو
سخت تکلیف ہوتی تھی۔ ۱۸۴۹ء میں یہ گرجا آگ سے جل گیا۔ اسکے ازسرنو بنانے میں
کمرۂ وعظ کو اسقدر فراخ کیا گیا کہ جسمیں تین ہزار آدمی باسانی بیٹھ سکیں۔ علاوہ بریں سنڈے سکول
اور دیگر ضروری کمروں کے بنوائے جانیسے گرجے کی عمارت میں بہت کچھ اضافہ ہوا۔

مسٹر بیچر کی تقریریں جاذب مقناطیسی سے دلوں کو اپنی طرف مائل کرتی تھیں۔
جب یہ وعظ کرتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جادو کر رہا ہے۔ بیچر پیدائشی
طلیق اللسان اور شیریں بیان تھا۔ اور یہ خداداد صفات ہیں اور سعی سے حاصل
نہیں ہو سکتے۔ مسٹر بیچر اپنی عمر کے آخری حصے میں ایک عام پسند لکچرار ہو گیا تھا صرف
چودہ سال میں لکچروں سے اسنے جسقدر دولت پیدا کی۔ اسکی مقدار اڑھائی لاکھ
ڈالر اندازہ کی گئی ہے۔ جان ولزلی کیطرح اس کے بھی کثیر التعداد دشمن تھے۔ جو ہمیشہ
اس پر الزام لگانے اور اسے بدنام کرنے کیلئے گھات میں لگے رہتے تھے۔
کچھ لوگ رشک وحسد اور کچھ اسکے عالمگیر و وسیع اثر سے مخوف ہو کر اسکے دشمن بن گئے

تھے ۔ مخالفین نے اسپر بہت سے الزام لگائے ۔ جنمیں سے ایک اتہام کیوجہ سے اسے
سخت کشمکش اور تکلیف میں مبتلا ہونا پڑا ۔ الزام مذکور یہ تھا کہ بیچر چرچ کے ایک عہدہ دار کی
بیوی سے ناجائز تعلق رکھتا ہے ۔ آخرکار یہ مقدمہ عدالت میں پہنچا ۔ مگر جوری میں اختلاف
پیدا ہوگیا ۔ نو نے مسٹر بیچر اور ایک نے استغاثہ کی تائید میں رائے دی ۔ باقی جوروں
نے کوئی رائے ظاہر نہ کی اور خاموش رہے ۔ مقدمہ کے بعد ایک بہت بڑی کمیشن
جسمیں ملک کے ہر طبقہ و فرقہ کے نائب موجود تھے ۔ اس الزام کی تحقیقات کے واسطے
مجتمع ہوئی ۔ طول وطویل چھان بین اور کئی روز تک مسٹر بیچر پر جرح کرنے کے بعد کمیشن نے
بالاتفاق مسٹر بیچر کی بیگناہی کا فتویٰ دیا ۔ اور مخالفین اپنا سا منھ لیکر رہ گئے ۔ بولزلی
کو بھی ایسا ہی ناگوار تجربہ کرنا پڑا تھا ۔ غرضکہ مسٹر بیچر کو اس کی بے گناہی نے اور بھی
محبوب خلائق بنا دیا ۔ ۱۸۸۷ء میں باوجودیکہ اسکی عمر ۷۴ سال کی تھی ۔ پھر بھی دماغی
وجسمانی قواء میں کسی قسم کا فرق واقع نہ ہوا تھا ۔ وہ ویسا ہی مستغار پرجوش اور
فصیح اللسان تھا جیسا کہ جوانی میں ۔ گرجے کے فرائض انجام دینے کے علاوہ یہ
عام محلبوں میں بکثرت لکچر اور سپیچیں دیا کرتا تھا جو زیادہ تر مذہبی ہوا کرتی تھیں ⁂

۲ . مارچ ۱۸۸۷ء کو یہ ایک صفراوی مرض میں مبتلا ہوا ۔ جسنے بعد میں مہلک صورت
اختیار کی ۔ اور ۸ . مارچ کی صبح کو اس جہان گزراں سے رحلت کرگیا ۔ اسکی وفات پر
نہ صرف امریکہ بلکہ یورپ میں بھی سخت رنج والم کا اظہار کیا گیا اور ملک کے ہر طبقہ وفرقہ
نے اظہار افسوس کے جلسے منعقد کئے ۔ مسٹر بیچر ایک بیوی ۔ تین لڑکے اور ایک لڑکی
اپنے پیچھے چھوڑ گئے ۔ اسکی نسبت اسکے ایک معصر کا یہ قول واقعی آب زر سے لکھے
جانے کے قابل ہے کہ "مسٹر بیچر روشنخیالی کے علاوہ قومی شہرت رکھتا تھا ۔ نہ
صرف امریکہ کے مقابر پر بلکہ عیسائی چرچ کی تاریخ میں وہ ایک عدیم النظیر واعظ تھا" ⁂

جے۔ گاؤلڈ

کروڑپتی سرمایہ دار

امریکہ کا یہ مشہور مہاجن اور سرمایہ دار روگزبری ڈلاویئر کا باشندہ ہے
جہاں یہ ۱۷ مئی ۱۸۳۶ء کو پیدا ہوا تھا۔ ابتدائی عمر میں دیہاتی مدرسے میں پڑھنے
کے ایام میں یہ اپنے والد کو کاروبار زراعت میں بھی امداد دیا کرتا تھا چودہ سال کی
عمر میں ہوبرٹ اکیڈمی (نیویارک) میں داخل ہوا۔ اس حالت میں بھی اپنی گزر اوقات
کے لئے اس کو ایک آہنگر کی کچھ خدمات بجا لانی پڑتی تھیں۔ دوران تعلیم اکیڈمی
میں اس نے علم ریاضی اور پیمائش کا کام نہایت دل لگا کر سیکھا اور فارغ التحصیل
ہونے پر اسے السٹر کونٹی میں ملازمت ملگئی۔ اور کونٹی مذکور کی پیمائش کرنے
اور نقشہ بنانے کا کام اس کے سپرد ہوا۔ اس قطعہ کی پیمائش اس نے خود
پیدل چلکر کمپاس و دیگر زنجیروں سے کی۔ یہ فرض اسنے اس صحت، عمدگی
اور خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ جان ڈیلافیلڈ نے کونسل واضع آئین و
قوانین سے تمام ریاست کی پیمائش کی منظوری حاصل کرکے اس کام کیلئے
اسکو مقرر کردیا۔ مسٹر ڈیلافیلڈ کے قضا کر جانے کیوجہ سے گاؤلڈ کو اس وسیع پیمائش کا کام
بلا کسی تجربہ کار سروئیر کی امداد کے بذات خود انجام دینا پڑا۔ ۱۸۵۳ء میں البنی کونٹی
کی پیمائش اسنے ختم کی۔ دوسرے سال ڈیلاویر کونٹی کی پیمائش کرنے کے بعد اس کا
نقشہ بھی تیار کیا اور گیوگا کونٹیز، اوہیو اور اوکلینڈ کونٹیز کی پیمائش کیلئے گاؤلڈ نے
ایک جماعت روانہ کی۔ اس کام کے اختتام تک اسنے پانچہزار ڈالر اپنی تنخواہ
میں سے پس انداز کرلئے تھے۔ ۱۸۵۶ء میں گاؤلڈ نے ڈیلاویر کونٹی کی تاریخ شائع
کی۔ چند روز کے بعد ٹائیفائڈ بخار میں مبتلا ہوا۔ اس مہلک بخار کے حملے سے بڑی مشکلوں سے
جانبر ہو سکا۔ زودک پراٹ کی شراکت سے اسنے ریاست کے مغربی حصے میں ایک جنگل
خرید کر لکڑیاں اور شہتیر وغیرہ فروخت کرنے کا شغل اختیار کیا۔ اس تجارت میں معقول

جے گاؤلڈ

فائدہ ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسنے اپنے شریک کا بھی حصہ خرید لیا۔ اور ۱۸۵۷ء سے چند ماہ پیشتر بذاتِ واحد اس کام کو انجام دیتا رہا۔ پھر اسنے یہ جنگل بیچ دیا۔ ۱۸۵۷ء میں اسنے مسٹر وڈ سبرگ بنک کے بہت سے حصے خرید لئے۔ اور اسکے بورڈ آف ڈائرکٹرز کا بھی ممبر ہوا۔ پھر اسنے اوٹلینڈ اور واشنگٹن ریلوے کے کفالت نامجات خریدے۔ اور آخرکار اسکا پریسیڈنٹ خزانچی اور سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوا۔ اب بطور مہاجنوں کے اسنے کاروبار شروع کیا۔ دیگر تمام کاموں سے اپنا روپیہ نکالکر اس نے ریلوے کفالت نامجات کے خریدنے میں صرف کر دیا۔ ۱۸۵۹ء میں نیویارک جاکر آڑھت کا کام کرنے لگا۔ ایری ریلوے کمپنی کے سرمایہ کی اچھی طرح چھان بین کرنے کے بعد اسنے کمپنی مذکور کی شراکت منظور کی۔ اور اسکے بورڈ آف ڈائرکٹرز کا پریسیڈنٹ بنایا گیا۔ ۱۸۷۲ء تک وہ اس عہدے پر رہا۔ پھر اسنے وباسش ٹیکز اس پیسیفک، یونین پیسیفک، مسوری پیسیفک، سنٹ لوئس و ناردرن اور مسوری کنامس اوٹ ٹیگز اس ریلوے لائنوں کے بڑے بڑے حصے خریدے۔ نیز یہ اٹلانٹک اور پیسیفک ٹیلیگراف کمپنی کا بھی بہت بڑا حصہ دار تھا۔ ۱۸۸۱ء میں دس ہزار میل ریلوے لائن یا امریکہ کی کل مسافت ریلوے ⅑ حصے کا مالک تھا۔

۱۸۸۲ء میں اسکے تمول و مالی حیثیت کے متعلق لوگوں کے بعض شبہات کی وجہ سے ایک دلچسپ واقعہ ظہور میں آیا۔ گاولڈ نے اپنی اعلیٰ حیثیت کو روز روشن کیطرح ثابت کر دکھانے کیلئے بعض معززین کو پانچ کروڑ تیس لاکھ ساورن کے سرٹیفکیٹ دکھلائے۔ یہ تمام سرٹیفکیٹ خاص اس کے نام تھے۔ نیز اس نے کہا کہ اگر ضرورت پڑے تو میں دو کروڑ ساورن اور بھی مہیا کر سکتا ہوں۔ کتاب ہذا کے لکھنے کے وقت یعنے سنہ ۱۸۹۰ء میں مسٹر گاولڈ کی دولت کا اندازہ دس کروڑ ساورن کیا جاتا ہے۔ یہ نیویارک ریلوے سسٹم کا سب سے بڑا حامی ہے۔ ۱۸۸۷ء میں اسے سینٹ لوئس اور سان فرانسسکو ریلوے پر بھی اقتدار حاصل ہوا۔ اسطرح اس کے زیر انتظام ریلوے لائنوں کی مسافت چودہ پندرہ ہزار میل تک پہنچ گئی اور دیگر تمام ریلوے لائنوں کے مالکوں پر فوقیت لے گیا۔ اسے امریکہ کی ریلوے

لائنوں کا بادشاہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ غرضکہ مدت تک کوس انا ولا غیرے بجا کر اب یہ بڑھاپے میں عملی طور پر کاروبار سے کنارہ کش ہو گیا ہے۔ یہ انتہا درجے کا محتاط اور مآل اندیش ہے اس نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا کام ہاتھوں میں نہیں لیا۔ جس میں اسے نقصان ہوا ہو۔ سکی تفریحی کشتی ایسی خوشنما ہے کہ جسے دیکھ کر سلاطین کے منہ میں پانی بھر آئے۔ اس کا شاندار محل واقع ہوڈسن بھی بجائے خود ایک قابل دید عمارت ہے۔ جس کے دروازے پبلک کیلئے کھلے رہتے ہیں۔ غور و خوض کا یہ ابتدا سے عادی رہا ہے۔ سادگی اور پرہیزگاری اس کیلئے بمنزلہ طبیب کے ہے۔ اور مستعدی اسکے رگ و پے میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ یہ حلیم و شفیق ہے۔ آجکل پیغامات تار برقی جو اس قدر کم قیمت پر بھیجے جاتے ہیں یہ صرف اسکی کوشش اور اثر کی بدولت ہے۔ اس کا سینہ بغض و کینہ سے مبرا ہے۔ اور مکروہات زمانہ سے ذرا نہیں گھبراتا +

افسوس ہے کہ اس کتاب کے لکھے جانے کے چند سال بعد مسٹر گاولڈ نے انتقال کیا۔ اور کئی کروڑ روپیہ چھوڑ مرا۔ اس کا بڑا بیٹا اسکا جانشین ہے +

مارشل فیلڈ

راجہ سوداگر

مارشل فیلڈ جو امریکہ کے راجہ سوداگروں میں ممتاز درجہ رکھتا ہے۔ مساچوسٹس کا باشندہ ہے۔ بیس سال کی عمر میں اسنے شکاگو میں نقل مکان کر لیا تھا۔ جہاں کوئی ورڈ سورتھ اینڈ کمپنی کے کارخانے میں اسے کلرکی کی اسامی مل گئی۔ یہ دوکان سورتھ واٹر سٹریٹ میں واقع تھی۔ جو ایک سال کے بعد وباش ایونیو میں منتقل کیگئی یہ کارخانہ جو کولی اینڈ فارول اینڈ کمپنی کے نام سے مشہور تھا۔ تھوک فروشی کیواسطے مخصوص کر دیا گیا۔ فیلڈ نے فرائض منصبی اس سرگرمی اور تندہی سے انجام دیئے کہ چار سال کے بعد ۱۸۶۰ء میں کمپنی نے خوشی سے اسے اپنا شریک بنا لیا۔ ۱۸۶۴ء میں مسٹر کولی کے کنارہ کشی اختیار کرنے پر کارخانہ مذکور فارول فیلڈ اینڈ کمپنی کے نام سے موسوم ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد مسٹر ایل۔ زڈ لیٹر کو بھی شریک کر لیا گیا۔ مگر پھر مسٹر زفیلڈ اور لٹر نے اس سے علیحدہ ہو کر ایک تیسرے شخص پامر نامی کی شراکت سے علیحدہ کارخانہ قائم کیا۔ مسٹر پامر نے ۱۸۶۷ء میں اس جاہد کارخانے سے قطع تعلق کر لیا اور فیلڈ و لیٹر اس کے مالک رہ گئے۔ دوسرے سال کے موسم خزاں میں انھوں نے واشنگٹن سٹریٹ میں اپنی دوکان منتقل کر لی۔ ۱۸۷۱ء میں آتشزدگی سے اس کارخانے کا تقریباً ساڑھے تین ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔ انشورنس کمپنی سے صرف اڑھائی لاکھ ڈالر وصول ہوئے۔ لیکن صبر استقلال و سرگرمی سے انھوں نے دوسرے بازار میں اپنی دوکان کھول دی اور فیلڈ نے جلے ہوئے کارخانے کو از سر نو تعمیر کرنے کے علاوہ ایک اور عالیشان تجارتی مکان مڈیسن و مارکٹ سٹریٹ میں بنوایا۔ موخرالذکر کارخانہ کو تھوک فروشی کیلئے مخصوص کیا۔ ۱۸۸۱ء میں مسٹر لیٹر نے کارخانے سے قطع تعلق کر لیا۔ اور مارشل فیلڈ تن تنہا اسکا مالک ہوا ✣

مارشل فیماڑ

نیویارک کے مغرب میں یہ سب سے بڑا اور عظیم الشان تجارتی کارخانہ ہے۔ کثرت خریداری اور روز افزوں ترقی کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ ۱۸۶۵ء میں جہاں اس دوکان میں تقریباً آٹھ ملین ڈالر کی اشیاء فروخت ہوئیں ۱۸۹۰ء میں اسکی مقدار پچاس ملین تک پہنچگئی۔ مسٹر فیلڈ ایک خاموشی پسند و مستقل مزاج اور اولو العزم شخص ہے اور تجارتی دنیا میں عالمگیر شہرت رکھتا ہے، وہ ایسے کاموں میں جنسے اہلِ شہر اور پبلک کو فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ بڑی سرگرمی اور جوش دلی سے حصہ لیتا ہے۔ اور بنی نوع انسان کی بہبودی اور بہتری کیلئے اپنی کوششوں کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتا۔

تمام شد